کتاب و سنت اور اسلافِ امت کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ

اشرف الجرائد

حیدرآباد

Volume:13 Issue:5 October 2020

مدیر

مولانا محمد عبدالقوی

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

www.iauth.in

اشرف الجرائد میں شامل تمام مضامین کی تمام جزئیات سے مدیر کا اتفاق ضروری نہیں

درسِ قرآن

ذکرِ الٰہی کے فوائد

مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ*

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿سورۃ الاحزاب: ۴۱ تا ۴۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو، اور صبح وشام اُس کی تسبیح کرو، وہی ہے جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی، تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے، اور وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے، جس دن مومن لوگ اللہ سے ملیں گے اُس دن اُن کا استقبال سلام سے ہوگا، اور اللہ نے اُن کے لئے باعزت انعام تیار کر رکھا ہے۔

تشریح: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندوں پر ذکر اللہ کے سوا کوئی ایسی عبادت عائد نہیں کی جن کی کوئی خاص حد مقرر نہ ہو، نماز پانچ وقت کی اور ہر نماز کی رکعات متعین ہیں، روزے ماہِ رمضان کے متعین اور مقرر ہیں، حج بھی خاص مقام پر خاص اعمال مقررہ کرنے کا نام ہے، زکوۃ بھی سال میں ایک ہی مرتبہ فرض ہوتی ہے، مگر ذکر اللہ ایسی عبادت ہے کہ نہ اس کی کوئی حد اور تعداد متعین ہے، نہ کوئی خاص وقت اور زمانہ مقرر ہے، نہ اس کے لئے کوئی خاص ہیئت قیام یا نشست کی مقرر ہے، نہ اس کے لئے طاہر اور باوضو ہونا شرط ہے۔ ہر وقت ہر حال میں ذکر اللہ بکثرت کرنے کا حکم ہے، سفر ہو یا حضر، تندرستی ہو یا بیماری، خشکی میں ہو یا دریا میں، رات ہو یا دن، ہر حال میں ذکر اللہ کا حکم ہے۔

اسی لئے اس کے ترک میں انسان کا کوئی عذر مسموع نہیں، بجز اس کے کہ عقل وحواس ہی نہ رہیں بے ہوش ہو جائے، اس کے علاوہ دوسری عبادات میں بیماری اور مجبوری کے حالات میں انسان کو معذور قرار دے کر عبادت میں اختصار اور کمی یا معافی کی رخصتیں بھی ہیں، مگر ذکر اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی شرط نہیں رکھی۔ اس

لئے اس کے ترک میں کسی حال کوئی عذر مسموع بھی نہیں، اور اس کے فضائل و برکات بھی بیشمار ہیں۔

امام احمدؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام کو خطاب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلادوں جو تمہارے سب اعمال سے بہتر اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہے، اور تمہارے درجات بلند کرنے والی ہے، اور تمہارے لئے سونے چاندی کے صدقہ وخیرات سے بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اللہ کی راہ جہاد کے لئے نکلو اور تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو تم اُن کی گردنیں مارو وہ تمہاری، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول للہ ﷺ وہ کونسی چیز اور کونسا عمل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذکر اللہ عزوجل یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد (ابن کثیر)

نیز امام احمدؒ اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا سنی ہے جس کو میں کبھی نہیں چھوڑتا وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُکْرَکَ وَاَتَّبِعُ نَصِیْحَتَکَ وَاُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَکَ (ابن کثیر) یا اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیرا شکر بہت کروں اور تیری نصیحت کا تابع رہوں اور تیرا ذکر کثرت سے کیا کروں اور تیری وصیت کو محفوظ رکھوں۔

وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا یعنی اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔ صبح وشام سے مراد یا تو تمام اوقات ہیں، یا پھر صبح وشام کی تخصیص اس لئے کہ ان اوقات میں ذکر اللہ کی تاکید بھی زیادہ ہے اور برکت بھی۔ ورنہ ذکر اللہ کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص ومحدود نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَمَلَآئِكَتُهٗ یعنی جب تم ذکر اللہ کی کثرت کے عادی ہو گئے اور صبح وشام کی تسبیح پر مداومت کرنے لگے تو اس کا اعزاز واکرام اللہ کے نزدیک یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ یہ اسی صلوٰۃ کی توضیح وتفسیر ہے جو اللہ کی طرف سے مومن بندوں پر ہوتی ہے، یعنی جس روز یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے تو اس کی طرف سے ان کا اعزازی خطاب سلام سے کیا جائے یعنی السلام علیکم کہا جائے گا۔ اللہ سے ملنے کا دن کونسا ہوگا؟ امام راغب وغیرہ نے فرمایا کہ مراد اس سے روزِ قیامت ہے، اور بعض ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ جنت میں داخلہ کا وقت مراد ہے، جہاں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام پہونچے گا اور سب فرشتے سلام کریں گے۔ اور بعض حضرات مفسرین نے اللہ سے ملنے کا دن موت کا دن قرار دیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ملک الموت جب کسی مومن کی رُوح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو اول اس کو یہ پیغام پہونچاتا ہے کہ تیرے رب نے تجھے سلام کہا ہے۔

انسان کی بُری خصلتیں

مولانا سید نذیر احمد قاسمی*

عَنۡ أَسماءَ بنتِ عُمَیس الۡخَثۡعَمِیّة رضی اللّٰہ عنھا قَالَتۡ: سَمِعۡتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: " بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ تَخَیَّلَ وَاخۡتَالَ وَنَسِیَ الکَبِیۡرَ المُتَعَالَ، بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ تَجَبَّرَ وَ اعتَدیٰ وَنَسِیَ الجَبَّارَ الاَعۡلیٰ، بئس العبدُ عَبدٌ سَھی ولھی وَنَسِیَ الۡمَقَابِرَ وَالبَلیٰ بئس العبدُ عَبدٌ عَتَا وَطَغیٰ المُبۡتَدأُ وَ المُنۡتَھی، بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ یَخۡتَلُّ الدُّنۡیَا بِالدِّینِ، بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ یَخۡتَلُّ الدِّیۡنَ بالشُّبۡھَاتِ، بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ طمع یَقُوۡدُہ، بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ ھوی یُضِلُّہٗ، بِئۡسَ الۡعَبۡدُ عَبۡدٌ رَغِبَ یُذِلُّہٗ ". (رواہ الترمذی: باب حدیث اضاعۃ الناس الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت خثعمیہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بُرا ہے وہ بندہ جو تکبر کرے اور اترائے اور اللہ بزرگ و برتر کو بھول جائے، اور بُرا ہے وہ بندہ جو مظلوموں پر ستم ڈھائے اور ظلم و زیادتی کرے اور اللہ جبار و برتر کو بھول جائے، اور بُرا ہے وہ بندہ جو لہو و لعب میں مشغول ہو اور قبروں اور ہڈیوں کے سڑ گل جانے کو بھول جائے، اور بُرا ہے وہ بندہ جو حد سے آگے بڑھ جائے اور سرکشی کا راستہ اپنائے اور اپنی پیدائش اور موت کو بھول جائے، اور بُرا ہے وہ بندہ جو دین کے بدلے دنیا کو طلب کرے، اور بُرا ہے وہ بندہ جو اپنے دین کو شبہات میں ملائے اور بُرا ہے وہ بندہ جسے لالچ اپنی طرف کھینچ لے، اور بُرا ہے وہ بندہ جسے ہوائے نفسانی گم راہ کرے اور برا ہے وہ بندہ جسے حرص ذلیل و رسوا کر دے۔

تشریح: اس روایت میں اولاً اپنی اصلیت و حقیقت کو بھول کر اپنے انجام سے بے خبر ہو کر اترانے اور بڑائی جتلانے والے کو بُرا بندہ کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو اس کی حقیقت سمجھائی کہ تم زمین پر اکڑ کر مت چلو اس لئے کہ تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندی کو پہونچ سکتے ہو۔ دوسرے کے مقابلہ

*استاد شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

میں اپنے کو بڑا سمجھنا یہ تکبر ہے، بڑائی یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے اور اسی کو زیبا ہے، کسی بندہ یا بندی کے لئے اس پندار میں مبتلا ہونے کی کوئی گنجائش نہیں۔

تکبر کی یہ صفتِ رذیلہ جڑ پکڑتی ہے تو پھر خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے انسان اپنے جیسے ہی انسانوں پر زیادتی کرنے لگتا ہے مخالفین سے قتل وقتال پر آمادہ ہو جاتا ہے اور جبارِ اعلیٰ کو بھول جاتا ہے۔

اسی طرح وہ شخص جو اطاعت سے غافل ہو کر راہِ حق سے منحرف ہو کر تمناؤں میں اور دنیا کے حقیر سامان کے جمع کرنے میں لگا ہوا اور موت کو بھلا بیٹھا ہے اس کی کوئی تیاری نہیں کرتا، وہ حقیر نطفہ جس سے اس کی پیدائش ہوئی اس کو وہ بھول گیا اور اس کو قبر کی تنہائی اور ہڈیوں کے بوسیدگی کا خیال بھی نہیں آتا ہے یہ بھی خدا کی نظر میں بُرا انسان ہے۔

ایسے ہی وہ شخص جو صلحاء کی وضع قطع کے ذریعہ اہلِ دنیا کو دھوکہ دے رہا ہے اور بظاہر اعمال آخرت کے ذریعہ لوگوں کا شکار کر رہا ہے اور مال ومنصب کا خواہش مند ہے یہ بھی بُرے راستہ پر ہے۔

قرآن وحدیث میں کچھ باتیں متشابہات کی قبیل سے ہیں اور بیشتر حصہ واضح اور محکم باتوں پر مشتمل ہے، کج فطرت اور کج خیال لوگ شبہات میں پڑ کر اپنا عقیدہ اور عمل برباد کرتے ہیں اور آخرت کا گھاٹا اور خسارہ کر لیتے ہیں اس کے برعکس مومنین صادقین کہتے ہیں کہ دین کا حکم ہمارے سمجھ آئے یا نہ آئے وہ حکم شریعت ہے اس لئے ہم بلاچوں وچرا اس کو قبول کریں گے ایسے ہی بندے اللہ کو پسند ہیں اور کج خیال اور شبہ میں پڑے رہنے والے اللہ کو پسند نہیں ہے۔

ایسے ہی وہ شخص جو طمع ولالچ کے مرض میں پڑ کر معصیات میں مبتلا ہو جاتا ہے اور حدود اللہ کا پاس ولحاظ نہیں رکھتا یہ بھی اللہ کی نظر میں بُرا شخص ہے، حدیث میں حریص شخص کا حال یہ بتایا گیا ہے کہ اس کا پیٹ تو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اگر سونے کی وادی بھی مل جائے تو اس کو مزید کی لالچ ہوگی۔

اسی طرح خواہش کا غلام گم راہ ہو کر ہی رہتا ہے اس لئے کہ خواہشات کی راہ شیطانی راہ ہے جس پر کبھی کامیابی نہیں مل سکتی۔

ایسے ہی زندگی کے سامان کی کثرت اور کھانے پینے کی چیزوں کی فراوانی اور اسی کی فکریں یہ بندوں کو یادِ خدا سے غافل کرتی ہیں، اسلام نے اُن بندوں کو بہترین کہا جو اسبابِ دنیا کے بجائے اسبابِ آخرت جمع کرتے ہیں اور اللہ کے پاس حساب کے مرحلہ سے آسانی سے گذر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اِن بُری عادات وخصلتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ابتدائیہ

جدید تعلیمی پالیسی

اہلِ مدارس مضرات ومنافع پر غور کریں

از: مرتب

انسانیت کوعزت وشرف علم سے حاصل ہوا ہے، علم ہی نے دوسری مخلوقات سے اس کوممتاز ومکرم بنایا ہے، حق تعالیٰ شانہ نے انسان کوابتداء ہی سے حوائجِ بشریہ کواحسن طریقہ پر مکمل کرنے کے لئے علم وآگہی عطا فرمائی، جہل کی تمام تاریکیاں علم کی روشنی سے کافور ہوئیں، انسانی زندگی کے تمام گوشوں مثلاً تہذیب وتمدن کا علم، آفاق وانفس کا علم، حیوانات ونباتات کا علم، بلکہ خود نفسِ انسانی کا علم انسانیت کو عطا کر کے اُسے دوسری مخلوقات پر فوقیت وبرتری بخشی۔ واقعہ یہ ہے کہ انسانیت بغیر علم کے سراسر حیوانیت وبہیمیت ہے۔

اقوامِ عالم کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ جن اقوام نے علم کو اپنا رفیق بنایا وہ ترقی کی بامِ عروج پر پہونچ گئیں اور جنہوں نے اس سے اعراض واغماض کیا وہ پستیوں کی وادی میں گرتے چلے گئے۔

اسلام جب فاران کی چوٹیوں سے نمودار ہوا جہل میں ڈوبی انسانیت کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا، تعلیم کی اہمیت کواُجاگر کیا، ایسے عوامل واسباب اپنائے کہ ۲۳؍سال کی قلیل مدت میں حیوانیت وشیطنت کے مجسم معاشرہ کوانسانیت وملکوتیت کا زریں لباس پہنا دیا، کیوں کہ اس تعلیمی نظام کے عناصر میں معرفتِ رب، حبِّ رسول، دین پسندی، حیاو پاکیزگی، محبت وروا داری، انسانیت نوازی، اوراخلاق کی بلندی شامل تھی۔

اگرکوئی چیز کسی قوم کے تہذیبی وثقافتی تشخص پر اثر انداز ہوسکتی ہے، اوراس کے ایک ایک فرد کو کسی خاص رنگ میں رنگ سکتی ہے تو وہ اس کا تعلیمی نظام ونصاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے روز اول ہی سے رسومِ جاہلی کوختم کرنے کے لئے حصولِ علم کی ترغیب دی، اہلِ علم کا مقام ومنصب بتایا، فروغ علم کے لئے آسان سے آسان تدابیر اپنائیں۔

اربابِ تعلیم اگر انسانی ترقی اوران کے تاب ناک مستقبل کے سلسلے میں سنجیدہ ہیں تو اس کی بنیاد عظیم

منصوبوں اور اعلیٰ صفات پیدا کرنے والی اکائیوں پر رکھتے ہیں اور اگر وہ انسانیت کو ننگ ِخلائق بنانا چاہتے ہیں تو تعلیمی نظام میں ایسے مفسد ومضر مواد شامل کرتے ہیں جن سے انسانیت بہیمیت وشیطنت کی ڈگر پر چلتی ہے اور اپنا مستقبل تباہ کر لیتی ہے۔ انسانیت کے عروج کی مثال عہدِ رسالت کا قابل تقلید نظامِ تعلیم ہے اور انسانی تنزلی کی بدترین مثال دیکھنا ہو تو ہمارے ملک میں نافذ لارڈ میکالے کا نظریہ تعلیم دیدۂ عبرت ہے جس نے انسانیت کو شرم سار کر رکھا ہے۔ اس نظریۂ تعلیم نے ہمارے ملک میں بدعقیدگی ، بے شرمی و بے حیائی ، خود غرضی وانارکی ، انسانی اقدار کی پامالی ، رشتوں کی بے توقیری ، بدعہدی و بدامنی ، ظلم واستبداد کو انسانی سماج میں خوب فروغ دیا ہے۔ خاص کر مسلمان اس کے منفی اثرات سے بہت متاثر ہوئے ، ان کی تہذیبی شناخت ختم ہوگئی ، دین و مذہب سے اعتماد اُٹھ گیا ، داعیانِ اسلام اور دُعاۃِ دین سے رابطہ منقطع ہوگیا ، قلادۂ اسلام بارِ گراں محسوس ہونے لگا ، اخلاق وکردار نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی ، عبادات میں کاہلی وتن آسانی آگئی۔ فرعونِ مصر نے قتل اطفال سے قوم کو اتنا نقصان نہیں پہونچایا جتنا کہ اس طرز کے نظامِ تعلیم پر چلنے والے اسکولس نے پہونچایا ہے ، اسی درد کو اکبر الٰہ آبادی نے بایں الفاظ بیان کیا۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

فراعنۂ وقت نے ملت کو جو نقصان پہنچایا وہ کھلی آنکھوں سب کے سامنے ہے ، اب مسلمانوں کی رہی سہی کسر اور باقی ماندہ اسلامیت ان کی نسلوں سے یکسر ختم ہوجانے کے خطرات سر پر منڈلا رہے ہیں ، ملک میں ایک اور فرعونِ وقت کو نئی تعلیمی پالیسی لانے کی سوجھی ہے "نیشنل ایجوکیشن پالیسی 2020" کے نام سے نیا تعلیمی فارمولہ لایا گیا ہے اور ۲۰۲۲ سے نافذ العمل ہونے کی بات کہی جارہی ہے۔ یہ تعلیمی پالیسی قوم وملت کے حق میں کتنی مفید اور کتنی مضر ہے؟ یہ تو اربابِ علم ودانش ہی تجزیہ کریں گے ، سرِ دست ملک کی دوسری بڑائی اکائی قومِ مسلم اور دیگر اقلیتوں کو سخت نقصان پہونچنے کے خدشات سامنے آرہے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں : موجودہ تعلیمی فاسد نظام سے مسلمانانِ ہند نے اپنی تہذیب کا بہت بڑا نقصان کر لیا ہے اور اب ان کا ایمان داؤ پر ہے ، اُن کی نسلیں اب تک فرنگی رنگ میں رنگی گئی تھیں مگر اب زعفرانی بپتسمہ ہونے کا امکان ہے ، اب تک مسلم بچوں کے ذہن وفکر اسلام آشنا تھے مگر اب کفریانے کے تمام طریقے اپنائے جارہے ہیں ، اب تک اسلامی تعلیمات کا بڑا حصہ اردو میں تھا اور مدارسِ دینیہ اردو کی بقا کے ساتھ تحفظِ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے تھے ، مگر اب اردو سرد خانے میں جارہی ہے قومی لسانیات کو ترجیح دی جارہی ہے ، ایسے میں اسلامی تعلیمات سے مسلمان اَور دور

ہوجائیں گے اور دینی تعلیمی اداروں کو قابل اعتبار سمجھا جائے گا یا نہیں؟ یہ صیغہ راز بنا ہوا ہے۔ اور خدا جانے کیا کیا مخفی راز اس سبز باغ میں ہیں!!

میں ایک ادنیٰ فردِ ملت کی حیثیت سے اربابِ تعلیم، بہی خواہان قوم ملت سے اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اس نئی تعلیمی پالیسی کا تفصیلی جائزہ لیں، اس کے مضرات وفوائد کا باریک بینی سے تجزیہ کریں کہ اگر یہ نافذ ہوگا تو نونہالانِ ملت کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے کیا کیا جائے؟ اُمتِ مسلمہ کے اساتذہ، لکچررس، اساتذہ، علماء، وکلاء اور عمائدینِ قوم سر جوڑ کر بیٹھیں اور کچھ لائحہ عمل طئے کریں تا کہ امت کی کشتی بھنور سے نکل سکے۔

احسان مدرسوں کا

از: مولانا ریاض احمد صاحب میر ضیائیؔ
استاذ فقہ وحدیث جامعہ ضیاء العلوم (پونچھ)

ہے ملک اور ملت پر احسان مدرسوں کا
ہے عام جہاں بھر میں فیضان مدرسوں کا

ناداں ہیں جو ان کی عظمت کے نہیں قائل
ممنون ہے ہر عاقل انسان مدرسوں کا

ظلمت کے طرف دارو! پھونکوں سے بجھا دینا
اتنا بھی نہیں ہرگز آسان مدرسوں کا

اس بات کو بھولے سے بھولے نہ کوئی ہرگز
اللہ محافظ ہے ہر آن مدرسوں کا

نہ مال کی کثرت، نہ سرمایہ کوئی لیکن
خالق پہ بھروسہ ہے سامان مدرسوں کا

ہر گام پہ باطل نے کوشش کی دبانے کی
اب تک نہ تھما لیکن طوفان مدرسوں کا

بھٹکے ہیں نہ بھٹکیں گے، کبھی وہ لوگ ضیائیؔ
ہاتھوں میں رہا جن کے دامان مدرسوں کا

گوشۂ سیرت

یا الٰہی! اپنی نگاہ کرم سے تو مجھے دور نہ رکھ

از: مولانا الیاس محی الدین ندوی بھٹکلی*

حجۃ الوداع کا موقع ہے اور عرفات کا میدان، روئے زمین پر بنی نوع انساں میں انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین انسانوں یعنی شمع رسالت کے پروانوں کا جم غفیر ہے، رحمت الٰہی جوش میں ہے اور شیطان لعین افسردہ و مایوس، مغفرت کی بارش ہو رہی ہے اور عفو و غفران کی برسات، کرہ ارض میں دعاؤں کی قبولیت کے افضل ترین خطہ اور سال بھر کی مقبول ترین گھڑی زبانِ نبوت سے اس موقع پر نکلنے والی دعاؤں اور مناجات کے ان مؤثر ترین شہ پاروں کو سنئے اور فصاحت و بلاغت کے گنجینہ سے نکلنے والی ان التجاؤں پر غور کیجیے جن سے پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جائے۔

رحمٰن و رحیم آقا و مولیٰ کے حضور اس کا محبوب ترین بندہ کچھ یوں دست سوال پھیلا رہا ہے

یا الٰہی! تو میری باتوں کو سنتا ہے، میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تجھ پر میرا معاملہ کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے، میں بے بس ہوں اور مجبور و محتاج اور فریادی، اپنے گناہوں کا معترف ہوں اور تیرے در کا سائل، گڑگڑا کر، آنسو بہا بہا کر، گردن جھکا جھکا کر، تابع و فرماں بردار بن کر تجھ سے رحم کی بھیک مانگتا ہوں، میری ہر ہر ادا پر یا رب تیری نظر ہے، میں تجھ سے صرف اس کا طالب ہوں کہ اپنی نگاہ کرم سے مجھے محروم نہ رکھ اور اپنے لطف و عنایت سے بھی دور نہ کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسمَعُ کَلَامِیْ وَتَریٰ مَکَانِی وَتَعْلَمُ سِرِّی وَعَلَانِیَتِی لَایَخْفٰی عَلَیکَ شَیئٌ مِنْ اَمرِیْ، أنَاالْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ أسْئَلُکَ مَسْألَةَ الْمِسْکِیْنِ وَ اَبْتَھِلُ إلَیکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَأدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الْضَّرِیْرِ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبتہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ أنْفُہٗ، اَللّٰھُمَّ لاتَجعَلْنِی بِدُعَائِکَ رَبِّیْ شَقِیّاً وَکُنْ لِی رَءُوْفاً رَحِیْماً یَاخَیْرَ الْمَسْؤُلِیْنَ۔ (طبرانی المعجم الکبیر ۱۱/۱۷۴)

* استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ بھٹکل

گوشۂ سیرت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکی زندگی

ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک عملی نمونہ

از: مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی*

اسلام، عالمی اور ابدی مذہب ہے۔ اسلام کی تعلیمات اور اس کا سرمدی پیغام دنیا کے ہر گوشے میں بسے ہوئے انسانی افراد اور معاشرے کے لیے یکساں طور پر قابل عمل ہے۔ اس عالمی اور آفاقی مذہب کے پیغمبر آخرالزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کا ہر مرحلہ اور ہر پہلو پوری امت مسلمہ کے لیے ایک کامل اسوہ اور مکمل نمونہ ہے جیسا کہ قرآن کریم کی شہادت ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گھریلو زندگی ہو یا سماجی زندگی، مکی زندگی ہو یا مدنی زندگی، عبادات ہوں یا معاملات، سیاسیات ہوں یا اخلاقیات و مذہبیات، آپ کی زندگی کا عملی نمونہ ہر شعبۂ زندگی میں تمام انسانوں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکی زندگی میں ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لیے جو اس ملک میں اقلیت میں ہیں، ایک مکمل عملی نمونہ موجود ہے۔ ہمارے ملک میں اکثریت غیر مسلمین کی ہے اور سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مسلمان یہاں کی آبادی کا تقریباً پندرہ فی صد ہیں۔ یہ ملک ہم مسلمانوں کا اپنا محبوب وطن ہے اور مسلمان اس سرزمین کے ایک اٹوٹ حصہ کے طور پر صدیوں سے آباد ہیں۔ ہمارے آباء واجداد اسی خاک میں مدفون ہیں اور اس برصغیر میں ہماری تہذیب وتمدن اور تاریخ وروایات کے کتنے ہی انمٹ نقوش اور لاثانی یادگاریں ثبت ہیں کہ اگر اس گراں قدر تہذیبی، ثقافتی وتاریخی ورثہ کو ہندوستانی تاریخ سے مٹا دیا جائے تو یہاں کی تاریخ روکھی اور بے رنگ نظر آنے لگے گی۔

حصولِ آزادی کے بعد بھی گو مسلمانوں کو اس ملک میں مسلسل گذشتہ ساٹھ برسوں سے معاشی و تعلیمی اور سیاسی وسماجی آزمائشوں کا سامنا ہے؛ لیکن ملک کے مجموعی حالات مسلمانوں کے لیے اگر ہمت افزا نہیں تو کم از کم مایوس کن اور دل شکن بھی نہیں۔ یوں تو اسلام کی ساری تعلیمات پر کاربند ہونا مسلمانوں کی مذہبی ذمہ داری اور

---

* ویب ایڈیٹر دارالعلوم دیوبند

اسلامی تقاضا ہے۔ تاہم مسلمانوں کے لیے ملک کے موجودہ حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ’’مکی نمونہ‘‘ خاص طور پر مکمل عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

امانت و دیانت اور پاکیزگی و شرافت

مکی زندگی میں نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے سے پہلے اور بعد کے زمانہ میں آپ کی شناخت آپ کی صداقت و امانت، شرافت و پاکیزگی، تواضع و انکساری اور تقویٰ و پاکبازی تھی؛ مکہ کا ہر باشندہ آپ کی شرافت و پاکیزگی اور اعلیٰ اخلاق کا قائل تھا۔ آپ کو عام طور پر صادق اور امین کہا جاتا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجرِ اسود کو اس کے مقام تک اٹھا کر رکھنے میں قریش کے اندر جو سخت اختلاف پیدا ہوا اور جس کی وجہ سے خوں ریز جنگ چھڑنے والی تھی، وہ آپ کی جوانی کا زمانہ تھا، لیکن قریش کے سرداروں اور بڑے بوڑھوں کو جب یہ ہاشمی نوجوان دکھائی پڑا تو سب نے بیک آواز ہو کر کہا: هَذا محمّدٌ الأَمِين رَضِيْنَا هَذا محمّدٌ الأمِين (یعنی یہ محمد امین شخص ہیں، ہم ان سے خوش ہیں، یہ امین ہیں)۔ اور پھر سب نے اس نوجوان کے حکیمانہ فیصلے کو بخوشی قبول کیا اور اس طرح ایک خون ریز جنگ چھڑتے چھڑتے رہ گئی۔ (سیرۃ المصطفیٰ: ۱/ ۱۱۶، بحوالہ سیرت ابن ہشام)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کے ابتدائی مراحل میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ نبوت کے پیغام اور توحید کی دعوت کو علی الاعلان اپنے قبیلہ والوں تک پہنچایا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا پر تشریف لاتے ہیں اور قریش کے قبائل کو آواز دیتے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں: اے قریش! اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے دشمن کی فوج حملہ آور ہونے کو تیار ہے تو کیا تم یقین کرو گے؟ پوری قوم یک زبان ہو کر کہتی ہے: نَعَمْ! مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقاً (ہاں! ہم نے آپ میں سوائے صدق اور سچائی کے کچھ نہیں پایا)۔ (بخاری: 4397)

آپ کی امانت و دیانت کا یہ عالم تھا کہ مکہ کے بڑے بڑے تاجر خواہش مند ہوتے تھے کہ آپ ان کے تجارتی سامان لے کر شام و یمن وغیرہ کی عالمی منڈیوں میں جائیں تاکہ آپ کے ذریعہ ان کی تجارت کو فروغ حاصل ہو۔ نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے کے بعد بھی مکہ کے وہ لوگ جو آپ کی دعوتِ اسلام کو نہیں مانتے تھے، وہ بھی آپ کے پاس اپنی امانتیں بغرض حفاظت رکھ جاتے تھے؛ انھیں اس بات کا اطمینان تھا کہ ان کی امانت اس امین کے علاوہ کسی اور کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں رہے گی۔

صبر و استقامت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کا دوسرا سب سے واضح عنصر آپ کا بے پناہ جذبۂ صبر و استقامت، اولوالعزمی اور اپنے صحیح موقف پر پہاڑ کی طرح قائم رہنے کی قوت تھی۔ تبلیغِ اسلام اور دعوتِ حق کے بعد مکہ کی

اکثریت آپ کے خلاف تھی۔ وہ ہمیشہ آپ کے اور مٹھی بھر مسلمانوں کے در پئے آزار رہتے، انھیں تکلیفیں پہنچاتے، ایذائیں دیتے اور دن رات اسلام، پیغمبر اسلام اور متبعینِ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کے اس برتاؤ کا جواب صبر و خاموشی اور ہمت واستقامت سے دیا۔ آپ نے دعوتِ حق کے اپنے موقف سے ذرہ برابر پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا، حتیٰ کہ آپ کو پورے عرب کی بادشاہت، مال و دولت، حسین ترین عورتوں اور ہر من پسند چیز دینے کی پیش کش بھی کی گئی، لیکن آپ نے اس دعوت حق کے سامنے ہر کسی پیش کش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ آپ نے خواجہ ابو طالب کی فہمائش کے جواب میں فرمایا کہ چچا اگر میرے ایک ہاتھ میں چاند دوسرے میں سورج رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ اس کام سے باز رہو، تو بھی میں ایسا نہیں کر سکتا۔

تصادم سے گریز اور دعوت و تبلیغ کا تسلسل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صبر آزما اور مخالف ماحول میں اہلِ مکہ کے سامنے اعلی اخلاقی نمونہ پیش کیا۔ گالیوں کا جواب دعاؤں سے، پتھر کا جواب نرم کلامی سے، دل آزاری کا جواب ہمدردی و غم گساری سے دیا۔ آپ نے اس ماحول میں تصادم سے گریز کیا اور حکمت و بصیرت کے ساتھ کام کرتے رہے۔ لوگوں کی بھلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے ان کو خدائے واحد اور اللہ کے پسندیدہ دین کی طرف بلاتے رہے۔ دعوت و تبلیغ کا جو فرضِ منصبی آپ نے اٹھایا تھا، اس پر پوری دلجمعی، استقامت اور سختی سے قائم رہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی دعوت دلوں کے قلعوں کو تسخیر کرتی چلی گئی اور مکہ کی ایک بڑی تعداد نے مخالف ماحول میں بھی اسلام میں کشش محسوس کی۔ جو لوگ کل تک آپ کے مشن کے شدید ترین دشمن تھے، وہ آپ کے اخلاق عالیہ اور دعوت حق کی گرمی سے پگھل کر پانی پانی ہو جاتے اور اہل ایمان کے حلقے میں شامل ہو جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی سے یہ چند خاص سبق ملتے ہیں کہ اہل ایمان کو اپنے حق و صداقت کے موقف پر پورے یقین و اعتماد کے ساتھ جمنا چاہیے اور اس کی طرف پورے وثوق کے ساتھ دعوت دینی چاہیے۔ جہاں تک ہو سکے اپنے پڑوسیوں، اہل خاندان، اہل وطن سے خواہ وہ کسی بھی فکر و خیال اور مذہب کے ماننے والے ہوں، ان سے اخلاق و محبت، خیر خواہی و ہمدردی اور بہتری و بھلائی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ نیز معاشرے کے سامنے ہمیشہ اپنے اعلیٰ کردار و عمل، تقویٰ و طہارت، امانت و دیانت اور اخلاص و خیر خواہی کے ذریعہ بلند پایہ اخلاقی اقدار و آداب کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ہجرتِ حبشہ سے چند سبق

نبوت کے پانچویں برس دو مرحلوں میں تقریباً سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایماء پر حبشہ (موجودہ ایتھوپیا، افریقہ) کی طرف ہجرت فرمائی۔ گو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہجرت میں حصہ نہیں لیا، لیکن چوں کہ آپ کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے آپ کے مشورہ سے ہجرت اختیار کی تھی اور آپ کی تعلیمات کی روشنی میں انھوں نے وہاں زندگی گزاری؛ اس لیے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کا ہی ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے۔

حبشہ ایک غیر مسلم ملک تھا، وہاں کا حکم راں نجاشی اس وقت نصرانی تھا۔ سو کے قریب مسلمانوں کی جمعیت وہاں کی قلیل ترین اقلیت تھی؛ لیکن حبشہ کی زندگی میں حضرات صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں جو لائحہ عمل اختیار کیا، وہ ہندوستان جیسے ملک میں رہنے والی مسلم اقلیت کے لیے ایک بہترین اسوہ ہے۔

حبشہ پہنچنے کے بعد مسلمانوں نے وہاں اپنی کالونی بنالی اور اس عادل بادشاہ کی رعایا بن کر رہنے لگے۔ ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ کفار مکہ کے دو نمائندوں عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص نے حبشہ کی سرزمین بھی مسلمانوں پر تنگ کرنی چاہی اور بادشاہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا چاہا۔ اس موقع پر حبشہ کے مسلمانوں نے جو طریقۂ کار اختیار کیا، وہ ہمارے لیے روشن نمونہ کا درجہ رکھتا ہے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے اجتماعیت اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر منتخب کیا۔ پھر انھوں نے باہمی مشورہ اور اتفاقِ رائے سے یہ طے کیا کہ جس دین حق کی خاطر ہم نے اپنا وطن چھوڑا ہے، اس کے خلاف ہم کچھ نہیں کہیں گے اور جو کچھ حق ہوگا، حکمت و بصیرت کے ساتھ معقول و مدلل انداز میں اس کو سامنے رکھیں گے۔ نیز اپنے جائز مقصد کے حصول اور اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیے عادل بادشاہ کے عدل و انصاف اور قانون کا سہارا لیں گے؛ چنانچہ جب قریشی نمائندوں نے نجاشی کے سامنے مسلمانوں پر یہ الزام لگایا کہ یہ بد دین ہو کر اپنے ملک سے بھاگ آئے ہیں، ان کو واپس کیا جائے، تو نجاشی نے مسلمانوں سے صفائی پیش کرنے کو کہا۔ ان روشن اصولوں کی رہ نمائی میں حضرت جعفرِ طیار رضی اللہ عنہ نے نہایت معقول انداز میں کہا کہ: کیا ہم غلام ہیں جو تمہارے یہاں سے بھاگ آئے ہیں یا ہم نے کسی کا قتل کیا ہے؟ یا ہم کسی کا مال ہڑپ کر کے آئے ہیں؟۔ ان برمحل اور معقول سوالات کا کوئی جواب ان قریشی نمائندوں کے پاس نہیں تھا۔

پھر نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آخر وہ کون سا دین ہے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اس کے جواب میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا جو خلاصہ پیش کیا، وہ ایک بہترین دینی اور سماجی نمونہ تھا۔ حضرت جعفرؓ نے اسلام کے تعارف پر مشتمل جو تقریر نجاشی کے دربار میں کی تھی، اس میں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چودہ تعلیمات کا ذکر تھا: (۱) توحید (۲) سچائی (۳) امانت داری (۴) صلہ رحمی (۵) پڑوسیوں سے اچھا سلوک (۶) حرام کاموں سے پرہیز (۷) خوں ریزی سے گریز (۸) بدکاری سے پرہیز (۹) جھوٹی بات سے پرہیز (۱۰) مالِ یتیم سے پرہیز (۱۱) عورتوں پر الزام تراشی سے گریز (۱۲) نماز قائم کرنا (۱۳) زکوٰۃ دینا (۱۴) روزہ رکھنا۔ ان تعلیمات میں، مذہب، اخلاق اور سماج سب کی رہنمائی موجود ہے۔

دوسرے دن قریشی نمائندوں نے ایک دوسری چال چلی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عبدیت کے اسلامی عقیدہ کے خلاف نجاشی عیسائی بادشاہ کو بھڑکانا چاہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔ مسلمانوں کے لیے یہ مشکل وقت تھا؛ لیکن حق پرستی اور صداقت شعاری کے روشن اصولوں کی روشنی میں جو اسلامی عقیدہ تھا، وہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے بلا کم و کاست پیش کر دیا اور بالآخر حق کا بول بالا ہوا اور باطل رسوا و ذلیل ہو کر واپس ہوا۔

کتبِ سیرت و احادیث میں حبشہ میں مسلمانوں کی عام زندگی کی تفصیلات نہیں ملتیں، لیکن جو کچھ جا بجا روایات میں ملتا ہے، اس سے بھی ان کے طرزِ معاشرت کی ایک جھلک دکھائی دیتی محسوس ہوتی ہے۔ حضرات صحابہؓ نے اپنی چھوٹی سے بستی بنا کر تجارت وغیرہ کا پیشہ اختیار کیا اور مقامی غیر مسلم آبادی کے ساتھ معاملات کیا۔ صحابہ کرام کے اس طرزِ عمل سے مسلمانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ جہاں بھی رہیں محنت و مشقت اور امانت و دیانت کے ساتھ حلال روزی کے ذرائع اختیار کریں۔

مسلمانوں نے ملک کی خیر خواہی اور اہل ملک کے ساتھ وفاداری کا برتاؤ کیا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دنوں نجاشی بادشاہ کو ایک بغاوت کا سامنا کرنا پڑا؛ چناں چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی کامیابی کے لیے دعا کی۔ اس سے یہ اصول ماخوذ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ملک اور عادل رہ نما کے ساتھ وفاداری اور خلوص و محبت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ہم مسلمانوں کو ہجرتِ حبشہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ نازک اور اہم مواقع پر اجتماعیت اختیار کر کے باہمی مشورہ سے کام لینا اور اپنا امیر منتخب کر لینا چاہیے۔ مسلمانوں کو یہ طے کر لینا چاہیے کہ کسی حال میں بھی حق و صداقت کا دامن نہیں چھوڑیں گے اور اپنے ایمان و یقین کا سودا کسی صورت میں نہیں کریں گے، یہی ان کی مذہبی اور تہذیبی زندگی کی اساس ہے۔ نیز، جذباتیت سے گریز کرتے ہوئے حکمت و بصیرت سے کام لینا چاہیے اور مخالف حالات کا صبر و استقامت سے سامنا کرنا چاہیے۔ دین کی دعوت، حکمت، معقولیت اور مدلل طریقہ سے اپنے ہم وطنوں کو دینی چاہیے اور ہمیشہ طاقت کا مقابلہ حکمت و دانائی سے

کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملک کے نظامِ عدل سے واقفیت حاصل کرنا چاہیے اور اسے اپنے تحفظ کے لیے اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ نیز، مسلمانوں کو جس ملک میں وہ رہیں، وہاں امن پسند شہری کی حیثیت سے رہنا چاہیے اور تخریبی کارروائیوں سے گریز کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے موقف، مقصدِ حیات اور طرزِ زندگی سے ہم وطنوں کو واقف کرائیں؛ تاکہ وہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور تحفظ کے مسائل پیدا نہ کریں اور اسلام سے اجنبیت کی وجہ سے اس کو حریف نہ سمجھیں۔ نیز مسلمانوں کو ہم وطنوں کے مذہب، مزاج اور تہذیبی شعار سے ضروری واقفیت حاصل کرنی چاہیے؛ تاکہ امن وسکون اور بقائے باہم کی راہ ہموار ہو۔ ہجرتِ حبشہ سے قبل سورۂ مریم کا نزول، نجاشی کی عدالت میں حضرت جعفرؓ کی تلاوت، اور نجاشی کے دربار میں آپ کی پوری تقریر کا خلاصہ یہی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۱ سے)

حضرت خولہ سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روک کر نصیحت کرنے لگیں:

''اوہو، ایک زمانہ تھا کہ میں نے تمہیں بازار عکاظ میں دیکھا تھا، اس وقت لوگ تمہیں ''عُمیر عمیر'' کہہ کر پکارتے تھے، اور تم لاٹھی ہاتھ میں لے کر بکریاں چراتے پھرتے تھے، تھوڑے ہی زمانے کے بعد لوگ تمہیں ''عمر'' کہنے لگے، اور پھر وقت آیا کہ تمہارا لقب ''امیر المؤمنین'' ہوگیا، اس لئے مخلوق خدا کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو، اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈرتا ہے، اس کے لئے بعید بھی قریب ہوجاتا ہے، اور جو موت سے ڈرے گا، اس کو ہر وقت مرنے کا دھڑکا لگا رہے گا، اور وہ اسی چیز کو کھودے گا جس کو وہ بچانا چاہتا ہے۔

کچھ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، ایک شخص نے کہا: بڑی بی تم نے تو امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ جو کہتی ہیں انہیں کہنے دو، تمہیں معلوم نہیں، یہ کون ہیں؟ یہ خولہ بنت ثعلبہؓ ہیں ان کی بات تو سات آسمانوں کے اوپر سنی گئی تھی اور انہیں کے بارے میں تو یہ آیت ''قد سمع اللہ'' نازل ہوئی تھی، مجھ اللہ کے بندے کو تو ان کی بات بدرجۂ اولیٰ سننی چاہئے''۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: خولہ بنت ثعلبہ: ۱۸۳۰/۴)

حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ کے سالِ وفات اور زندگی کے دوسرے حالات کی تفصیل کتب سیر میں نہیں ملی۔

گوشۂ خواتین

اسلام کی باکمال خواتین

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی*

نام ونسب:

حضرت خولہ بنت ثعلبہ (بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف) کا تعلق قبیلہ انصار کے ''بنوعوف بن خزرج'' سے تھا۔ (الطبقات الکبری لابن سعد: ۲۸۰/۸)

شادی اور قبول اسلام:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، یہ دونوں بھائی جلیل القدر اصحاب رسول میں شمار ہوتے ہیں، حضرت خولہ اپنے شوہر کے ساتھ مشرف باسلام ہوئیں اور رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی سعادت حاصل کیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اور واقعہ ظہار:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ایک گھریلو خاتون تھیں اور گمنامی کی زندگی بسر کررہی تھیں، ان کے ساتھ اچانک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے انہیں لازوال اور غیر معمولی شہرت کا حامل بنادیا، اسی وجہ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا بڑا احترام کرتے اوران کے ساتھ قدرومنزلت کا معاملہ فرماتے تھے۔

واقعہ ظہار:

واقعہ یوں درپیش ہوا کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہ کے شوہر اوس بن صامت رضی اللہ عنہ ایک معمر آدمی تھے بڑھاپے کی وجہ سے مزاج میں تندی اور چڑچڑاپن آچکا تھا، ذرا ذرا سی بات پر لڑ بھڑ جاتے اور بسا اوقات جوش غضب میں آپے سے باہر ہوجاتے، ایک دن غصہ میں آکر اپنی بیوی (حضرت خولہ رضی اللہ عنہا) سے کہہ دیا ''أنت عليّ كظهر أمي'' (یعنی تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے) اس زمانے میں ان الفاظ

* رفیق تصنیف دارالدعوۃ والارشاد، حیدرآباد، واستاذ حدیث دارالعلوم دیودرگ

کے کہنے کا مقصود یہ تھا کہ ''تم مجھ پر میری ماں کی طرح حرام ہو'' اسی قسم کے فعل کو شریعت کی اصطلاح میں ''ظہار'' کہتے ہیں، کہنے کو تو یہ الفاظ کہہ دیئے، جب غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو اپنی اس حرکت پر سخت پشیمان اور نادم ہوئے، نیز گھر کے کام کاج اور ذمہ داریوں کے بارے میں بھی فکر لاحق ہوئی، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی دم بخود بیٹھی ہوئی تھیں، حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا:

اگر چہ تم نے مجھے طلاق نہیں دی، لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ ان الفاظ کے کہنے کے بعد میرے اور تمہارے درمیان زوجیت کا رشتہ باقی رہ گیا ہے؟ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور اس بات کا فیصلہ کرا آؤ''

حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرنے میں حیاء اور شرم محسوس ہوتی ہے، خدا کے لئے تم ہی یہ بات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کئے دو، چنانچہ حضرت خولہؓ فوراً خدمتِ نبوی میں آئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، خولہ رضی اللہ عنہا نے سارا قصہ بیان کر دیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا میری اور میرے بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم اس پر حرام ہوگئی ہو، ایک دوسری روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس مسئلے میں ابھی تک من جانب اللہ کوئی حکم نازل نہیں ہوا''۔

خدمت اقدس میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اللہ عزوجل سے فریاد گذار ہوئیں اور بار بار حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنے لگیں کہ اوس میرا ابن عم ہے، انہیں بڑھاپے کی وجہ سے غصہ جلد آجاتا ہے، انہوں نے غصہ میں ایک بات ایسی کہہ دی جو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ وہ ''طلاق'' نہیں ہے، اللہ کے لئے کوئی ایسی صورت بتائیں کہ میری اور میرے بوڑھے شوہر اور بچوں کی زندگی تباہی سے بچ جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے وحی کے منتظر رہے، ورنہ زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کے الفاظ کہنے سے عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی، اِدھر حضرت خولہؓ بھی مایوس نہیں ہوئیں، اور برابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قائل کرنے کی کوشش کرتی رہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک گھنٹے تک گفتگو رہی، اور وہ ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعائیں مانگنے لگیں ''اے اللہ! میں تجھ سے سخت ترین مصیبت کی فریاد کرتی ہوں، اے اللہ! جو بات ہمارے لئے رحمت کا باعث ہو اُسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ظاہر فرما''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ منظر اتنا دردناک تھا کہ میں اور گھر کے سارے لوگ

اشکبار ہوگئے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اصرار کرتی رہیں، اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزولِ وحی کی کیفیت طاری ہوگئی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خولہ (رضی اللہ عنہا) ممکن ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے معاملہ کا فیصلہ کر دیا ہے۔ (الطبقات الکبیر لابن سعد: ۲۸۱/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ سخت امتحان وآزمائش کی گھڑی تھی، انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں فیصلہ ان کے خلاف نازل ہوجائے؛ لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو تبسم کے آثار نمایاں تھے، ان کے دل کو قرار آیا اور خوشخبری سننے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خولہ اللہ عزوجل نے تمہاری بات سن لی، تمہارے حوالے سے فیصلہ سنا دیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ مجادلہ شروع سے اخیر تک پڑھی، اس کی پہلی آیت حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ہے۔

”قد سمع الله قول الله تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله، والله يسمع تحاوركما، إن الله سميع بصير“ (سورہ مجادلہ) (اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے معاملہ میں آپ سے تکرار کر رہی تھی، اور اللہ عزوجل سے فریاد کئے جارہی تھی، اللہ عزوجل آپ دونوں کی گفتگو کو سن رہے تھے، بیشک اللہ سننے والے اور جاننے والے ہیں“۔ (الطبقات الکبیر لابن سعد: ۲۸۱/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میرے خاوند کے پاس آزاد کرنے کے لئے کوئی غلام اور لونڈی نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو پھر مسلسل ساٹھ روزے رکھیں، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بولیں،: یارسول اللہ! خدا کی قسم میرا شوہر بہت کمزور ہے، جب تک وہ دن میں تین بار نہ کھا پی لے اس کی بینائی جواب دینے لگتی ہے، مسلسل ساٹھ روزے رکھنا بھی ان کے لئے ممکن نہیں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! میرا شوہر اس کی استطاعت نہیں رکھتا، الا یہ کہ آپ مدد فرمائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخاوت وداد ودہش کا دروازہ حاجت مندوں اور احتیاج والوں کے لئے ہمیشہ ہی کھلا رہتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کو اتنا سامان خوراک دیا جو ساٹھ مسکینوں کی دو وقت کی غذا کے لئے کافی تھا، حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے یہ سامان صدقہ کر کے اپنے ظہار کا کفارہ ادا کیا۔

صحابہ میں قدر ومنزلت

سورۂ مجادلہ کے نزول کے بعد سے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ لوگوں کے نزدیک بہت بلند ہوگیا، اکابر صحابہؓ بھی ان کی توقیر وتعظیم کرتے، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی راستے میں۔۔۔ (بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

گوشۂ خواتین

خواتین کے لئے کچھ مُفید مشورے

از: لیاقت علی صاحب

گھر میں بچے ہوں تو ماؤں کے لیے چیزیں ترتیب دینا کوئی آسان کام نہیں ہوتا ہے۔ بچوں کو دیکھنا، ان کے کھانے پینے اور ضروریات کا خیال رکھنا ماؤں کے ذہن پر سوار رہتا ہے۔ بچوں کی موجودگی میں ہر آئے دن افراتفری کا سامنا رہتا ہے، تاہم چند باتوں پر عمل پیرا ہو کر مائیں اپنے وقت کا زیادہ بہتر اور زیادہ مؤثر استعمال یقینی بنا سکتی ہیں۔

اپنے وقت کا جائزہ لیں

اس بات کا بغور جائزہ لیں کہ آپ اپنا وقت کس طرح گزارتی ہیں۔ ماہرین کہتے ہیں کہ اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کے اس دور میں ہم اپنا کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ ایسے کاموں پر خرچ کرتے ہیں، جنھیں یا تو بعد میں کیا جاسکتا ہے یا پھر انھیں اپنے شیڈول سے خارج کیا جاسکتا ہے۔ اسمارٹ فونز نے ہماری کسی ایک کام پر توجہ مرکوز رکھنے کی صلاحیت کو بری طرح متاثر کیا ہے اور ہم بمشکل ۲۰ رمنٹ تک ایک کام تسلسل کے ساتھ کر پاتے ہیں اور ہم اپنی توجہ غیر پیداواری کاموں کی طرف پھیر لیتے ہیں۔

آگے کی سوچ رکھیں

ایسے طریقے تلاش کریں، جن پر عمل پیرا ہو کر آپ ایک کام کو انجام دینے کے مراحل کو کم کرسکیں یا اس پر صَرف کیے جانے والے وقت میں کمی لاسکیں۔ مثلاً کوشش کریں کہ اگلی صبح کے لیے جس قدر زیادہ سے زیادہ تیاری آپ ایک رات پہلے کر سکتے ہیں، کرلیں یا اگلی صبح ناشتے کے لیے آپ کو جن برتنوں کی ضرورت پڑے گی، انھیں رات کو ہی نکال کر میز پر سجادیں۔

چیزوں کو منظم کریں

فائلوں کا ایک کیبنٹ بنائیں اور اس میں ہر چیز کی ایک کاپی رکھیں۔ کیبنٹ میں ہر بچے کا ایک علیحدہ

فولڈر ہونا چاہیے، تاکہ ضرورت پڑنے پر آپ کو معلوم ہو کہ کون سی چیز کہاں رکھی ہوئی ہے (اسکول، ڈاکٹر وغیرہ)۔ضروری قانونی اور شہری دستاویزات بنوانے میں تاخیر نہ کریں، آج کا کام کل پر نہ چھوڑیں۔

ترجیحات کا تعین کریں

زندگی میں نظم وضبط پیدا کرنے کا اصول اپنی ترجیحات جاننے میں پوشیدہ ہے کہ آخر اہم کیا ہے اور کیا چیز انتظار کرسکتی ہے۔ ماہرین آپ کی ٹوڈو To-do (کرنے کے کام) کی فہرست کو ۳؍حصوں میں تقسیم کرنے کا مشورہ دیتے ہیں: (۱) وہ کام جنھیں فوری طور پر کرنا ضروری ہے۔ (۲) وہ کام جنھیں ہفتے کے دوران کبھی بھی کیا جاسکتا ہے۔ (۳) اور تیسرے وہ جو طویل مدتی اور جاری منصوبے ہیں۔ غیر اہم کاموں کو اپنی زندگی سے نکال دیں۔

ملٹی ٹاسکنگ

کچھ چیزوں کو ایک طرف کر کے رکھنا سیکھ لیں، جنھیں آپ اپنے فرصت کے لمحات میں کرسکتی ہیں۔ جب آپ انتظار گاہ میں بیٹھی ہوں تو اس وقت آپ نہ صرف بلوں کی ادائیگی کرسکتی ہیں بلکہ بچوں کے ہوم ورک کا جائزہ بھی لے سکتی ہیں۔ کوئی بھی چیز خریدنے کے لیے مارکیٹ جانے سے پہلے معلومات لے لیں اور نوٹ کرلیں، اس طرح مارکیٹ میں آپ کا وقت بچ جائے گا۔

دوسروں کی مدد لیں

آپ کو سپر موم (Super mom) بننے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ہر کام آپ کو خود ہی کرنا ہے۔ جب آپ وقت کی کمی کا شکار ہوں تو دیگر وسائل استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لانڈری چھانٹنے کا کام ہو یا کچھ چیزوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنا ہو، یہ وہ کام ہیں جس میں آپ کے بچے بھی آپ کے مددگار بن سکتے ہیں۔

کیلنڈر تیار کریں

کسی ہمیشہ نظر آنے والی جگہ پر ایک ’’فیملی وال کیلنڈر‘‘ لٹکائیں۔ پیرنٹس ٹیچر میٹنگ سے لے کر ڈاکٹر کے اپائنٹمنٹ تک، ہر چیز کو کیلنڈر پر مارک کریں۔ کرانہ (گراسری) کی لِسٹ فریج پر چسپاں کردیں۔ ایک وائٹ بورڈ کچن میں لٹکا دیں اور ضروری فہرستیں اور یاد رکھنے والی چیزیں اس پر درج کردیا کریں۔

ہر چیز کو جگہ پر رکھیں

کیا آپ کا اکثر وقت ایسی چیزوں کو تلاش کرنے میں ضائع ہوجاتا ہے، جنھیں آپ کسی نہ معلوم جگہ رکھ کر بھول گئی ہیں۔اس بات کو یقینی بنائیں کہ استعمال کے بعد ایک چیز کو اس کی مقرر کردہ جگہ پر ہی رکھیں، تاکہ اگلی بار جب جلدی میں آپ کو اس چیز کی ضرورت پڑے تو آپ کو اسے ڈھونڈنا نہ پڑے۔

باسکٹ استعمال کریں

باسکٹ بہت کمال کی چیز ہے۔ایک اچھے سائز کی باسکٹ ہر کمرے میں رکھیں، جس میں کھلونے، کتابیں وغیرہ رکھیں۔

اضافی چیزیں بنا کر رکھیں

کھانے پینے کی چیزیں اضافی بنا کر فریز کرلیا کریں۔ جب کبھی آپ کے کسی بچے یا فیملی ممبر کو کھانے کی ضرورت محسوس ہوگی تو آپ کو کوئی چیز تیار کرنے کیلئے شروع سے تیاری نہیں کرنا پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

(بہ شکریہ ماہنامہ دوائے دل، ترکیسر، گجرات)

دین اِن کی نظر میں ہلکا ہوگیا ہے

امام ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کے احوال کا جائزہ لیا تو بڑا ہی عجیب معاملہ پایا، گھروں کے اُجڑنے پر روتے ہیں، پیاروں کی موت پر آہیں بھرتے ہیں، معاشی تنگ دستی پر حسرتیں کرتے ہیں، اور زمانے کو بُرا بھلا کہتے ہیں؛ حالاں کہ وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی عمارت گر رہی ہے، دین فرقوں میں بٹ چکا ہے، سنتیں مٹ رہی ہیں، بدعات کا غلبہ ہے اور گناہوں کی کثرت ہے! لیکن ان میں سے اپنے دین کے لئے رونے والا کوئی نہیں، اپنی عمر برباد کرنے پر کسی کو افسوس نہیں ہے، اپنے وقت کے ضائع کرنے پر کسی کو غم نہیں ہے!!

میں ان سب کا ایک ہی سبب دیکھتا ہوں کہ دین ان کی نظر میں ہلکا ہوگیا ہے اور دنیا اُن کی فکروں کا محور بن چکی ہے۔(الآداب الشرعیۃ لابن مفلح: ۳/۲۴۰)

اصلاحی مضامین

فرصت کہاں ہے؟

از: قاری ایم ایس خان صاحب*

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی ہی نہیں بلکہ تمام نبی نوعِ انسان کی کامیابی اللہ کے ماننے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے پر زندگی گذارنے میں ہے جو کہ مکمل طور پر قرآن کریم میں بتادیا گیا ہے، مگر مسلمانوں کو اس کی فرصت کہاں ہے کہ وہ قرآن کو پڑھے، اس کو سمجھے اور عمل کرے کیوں کہ۔۔۔۔۔۔۔

۱) وہ مال دار ہے، جاگیردار (زمین دار) ہے، روپے پیسے والا ہے، عزت دار ہے، رُتبے والا ہے، اُسے اتنی فرصت کہاں کہ وہ قرآن کو دیکھے۔

۲) وہ مولوی ہے، مدرس ہے، پیش امام ہے، صوفی ہے، مفتی ہے، اُسے لوگوں کو مسئلہ بتلانے سے، بچوں کو پڑھانے سے، امامت کرنے، نماز پڑھانے اور لمبی لمبی تقریریں کرنے سے جائز وناجائز کی پہچان بتانے سے اور پیری مریدی کرنے سے فرصت کہاں ہے کہ وہ قرآن کو پڑھے، سمجھے اور اس پر عمل کرے۔

۳) وہ سوشل ورکر ہے، دن رات سوتے، جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے لوگوں کے مسائل حل کرنے اور خدمتِ خلق سے اُسے فرصت کہاں ہے کہ وہ قرآن کی طرف دیکھے اس کو پڑھے اس پر عمل کرے اور دنیا وآخرت سنوارے۔

۴) وہ لیڈر ہے، گاؤں کا مکھیا ہے، سرپنچ ہے، پردھان ہے، ایم ایل اے ہے، ایم پی ہے، اس کے پاس اتنا کام ہے کہ خود اللہ کے دیئے ہوئے موجود رزق کو اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے اور دن بھر بھوکا، پیاسا مرنے کو فخر سمجھتا ہے، اس کے پاس اتنا وقت کہاں ہے کہ وہ قرآن کو ہاتھ لگائے، پڑھنا تو دور کی بات رہی دیکھنے کی بھی فرصت نہیں۔

۵) وہ دوکان دار ہے، کاشت کار ہے، تاجر ہے، دھندا بیوپار والا ہے، اُسے مال خریدنے اور بیچنے، اور

* سینئر واعزازی ومسلمہ آزاد صحافی ورکن شہری وماحولیاتی حقوق

دکان کھولنے اور بند کرنے، کھیتی میں سردی، گرمی، دھوپ، برسات سب کچھ برداشت کرنے پر اب کونسا وقت بچا ہے جسے وہ قرآن سمجھنے اور عمل کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارنے میں صرف کرے۔

۷) وہ غریب ہے، نادار ہے، مفلس ہے، بے روزگار ہے، بال بچے والا ہے، اس کو محنت مزدوری کر کے زندگی کی گاڑی کھینچنے اور در بہ در کی خاک چھاننے سے فرصت کہاں ہے جو قرآن سیکھے اور عمل کر کے دینا و آخرت میں سُرخ رُو ہو۔

۸) وہ طالب علم ہے، اس کو امتحان میں کامیاب ہونا ضروری ہے، اس لئے اس کو اس کی کتابیں پڑھنے سے فرصت ہی نہیں ملتی تو وہ کہاں قرآن کو ہاتھ لگا سکتا ہے اس کو فرصت کب ملے گی، جب وہ ہاسپٹل یا گھر میں بسترِ مرگ پر پڑا ہوا ہوگا، ایک طرف ڈاکٹر کھڑا دوا انجکشن تجویز کر رہا ہوگا دوسری طرف کوئی سرہانے بیٹھ کر یٰسین سنا رہا ہوگا تا کہ وہ یا تو جلدی اچھا ہو کر پھر دنیا میں مشغول ہو جائے یا وہ جلدی مر جائے تا کہ متعلقین کو سکون میسر ہو۔

یا درکھو اللہ کے بندو! اگر تم اللہ سے ایسی روگردانی کرتے رہے، اپنے ناز نخرے اور گھر والوں کے چونچلوں میں لگے رہے تو تمہیں فسادات کی شکل میں جو قہرِ الٰہی بن کر آتے ہیں اس کا سامنا کرنا پڑتا رہے گا، پھر صرف امر بالمعروف اعبدوا اللہ'' اللہ ہی کی عبادت کرو، اور نہی عن المنکر'' ولا تشرکوا بہ شیئا'' اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو'' کرتے رہنا ہی کام دے گا، نماز، روزہ، حج، اولیاء اللہ، پیر طریقت، فقیر، صوفی، مرشد سب اپنے اپنے نفس نفس میں پڑے رہیں گے، کوئی تجھے نہ نفع دے گا نہ بچا سکے گا، جلدی جاگو، اللہ کی بات مان لو، ابھی وقت ہے، جلدی حامی بھر لو کامیاب ہو جاؤ گے۔ دنیا و آخرت سب سدھر جائیں گے۔

جواہر حکمت

فکر دنیا تجھ کو صبح و شام ہے
اس سے غفلت ہے جو اصلی کام ہے
کچھ دنوں سہہ لے مشقت دین کی
پھر تو بس آرام ہی آرام ہے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ)

اصلاحی مضامین

مساجد کی حفاظت ہماری مشترکہ ذمہ داری

مولانا نجیب قاسمی سنبھلی

اسلام میں مساجد کا مقام اوران کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے، زمین کے تمام حصوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب مساجد ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے ہی چمکتی ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔ ان مساجد کو نماز، ذکر وتلاوت، تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ اور دیگر عبادتوں سے آباد رکھنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ آج مسلمانوں میں دن بہ دن جو بگاڑ آتا جارہا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارا تعلق مساجد سے کمزور ہوگیا ہے۔ مساجد مسلمانوں کی نہ صرف تربیت گاہیں ہیں بلکہ مساجد مسلم معاشرہ کی عکاسی کرتی ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلا گھر بیت اللہ ہے جو مسجد حرام کے وسط میں واقع ہے جس کی طرف رخ کرکے ہم ایمان کے بعد سب سے اہم رکن یعنی نماز ادا کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچنے سے تھوڑا قبل قبا بستی میں مسجد قبا اور مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے جس مسجد کی بنیا رکھی وہی بعد میں مسجد نبوی کے نام سے موسوم ہوئی، جو دنیا کے کونے کونے تک اسلام کے پہنچنے کا ذریعہ بنی۔ لہٰذا ہم اپنا تعلق مسجدوں سے جوڑ کر اس بات کی کوشش کریں کہ ہماری مسجدیں آباد ہوں۔ اگر ہمارا تعلق مسجد سے جڑا ہوا ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہوگی اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے (رحمت کے) سایہ میں جگہ ملے گی، وہیں ان شاء اللہ دشمنان اسلام کی تمام کوششیں بھی رائیگاں ہوں گی۔ مساجد سے جہاں مسلمانوں کی روحانی تربیت ہوتی ہے، یعنی ہم کس طرح منکرات سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر زندگی گزاریں، وہیں سماجی زندگی میں بھی رہنمائی ملتی ہے کیوں کہ جب مسلمان آپس میں دن میں پانچ وقت ملتا ہے تو ایک دوسرے کے مسائل سے واقفیت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے، جمعہ وعیدین کے موقع پر بڑی تعداد میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، اس کی وجہ سے بیمار کی عیادت کرتا ہے، جنازہ میں شرکت کرتا ہے، ایک دوسرے کے کام آتا ہے، محتاج لوگوں کی مدد کرتا ہے اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کا احساس پیدا ہوتا

ہے، یہ سارے امور مسجدوں کا اصلاح معاشرہ میں اہم کردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ماہ رمضان میں تو ہماری مسجدیں کسی حد تک آباد نظر آتی ہیں، مگر عید کے بعد نمازیوں کی تعداد دن بہ دن کم ہوتی جاتی ہے، حالانکہ پانچ وقت کی نماز رمضان المبارک کی طرح پورے سال فرض ہے اور مرد حضرات کو پانچوں نمازیں مساجد میں ہی ادا کرنی ضروری ہے الا یہ کہ کوئی عذر شرعی ہو۔

مساجد کو آباد رکھنے والوں کے لئے بے شمار فضیلتیں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نمازوں کے پابند ہوں اور زکاۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ (سورۃ التوبۃ: 18) اسی طرح فرمان الٰہی ہے: ان گھروں میں جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی ہے۔ اس دن یعنی قیامت سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی۔ (سورۃ النور: 36۔37) ان گھروں سے مراد مساجد ہیں اور ان کا ادب یہ ہے کہ ان میں ناپاکی کی حالت میں داخل نہ ہوا جائے، کوئی ناپاک چیز داخل نہ کی جائے، شور نہ مچایا جائے، دنیا کے کام اور دنیا کی باتیں نہ کی جائیں، بدبودار چیز کھا کر نہ جایا جائے، حتی الامکان صاف ستھرے لباس پہن کر جایا جائے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

مسجد کی آبادی کی اہمیت کے متعلق دو آیات ذکر کرنے کے بعد مسجد کی آبادی کی فضیلت کے متعلق چند احادیث نبویہ پیش خدمت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔ (مسلم) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔ (طبرانی) حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کوئی مسجد بنائی جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اندھیروں میں بکثرت مسجدوں کو جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (ابوداود، ترمذی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح اور شام مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمان نوازی کا انتظام فرماتے ہیں، جتنی مرتبہ صبح یا شام مسجد جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے مہمان نوازی کا انتظام فرماتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی کو بکثرت مسجد میں آتے جاتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔۔۔ اُن سات لوگوں میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہو (یعنی نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہو)۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ جس کا گھر مسجد ہو (یعنی مسجدوں سے خصوصی تعلق ہو) اسے راحت دوں گا، اس پر خصوصی رحمت نازل کروں گا، پل صراط کا راستہ آسان کردوں گا، اپنی رضا نصیب کروں گا اور اسے جنت عطا کروں گا۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ کثرت سے مسجدوں میں جمع رہتے ہیں وہ مسجدوں کے کھونٹے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اگر وہ مسجدوں میں موجود نہ ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہوجائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی ضرورت کے لئے جائیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مسجد میں بیٹھنے والا تین فائدوں میں سے ایک فائدہ حاصل کرتا ہے کسی بھائی سے ملاقات ہوتی ہے جس سے یا تو کوئی دینی فائدہ ہوجاتا ہے یا کوئی حکمت کی بات سننے کو مل جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے جس کا ہر مسلمان کو انتظار رہتا ہے۔ (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ سب کو اور پوری امت مسلمہ کو نماز کا اہتمام کرنے والا بنائے، قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارنے والا بنائے، مساجد سے خصوصی تعلق رکھنے والا بنائے، اللہ تعالیٰ تمام مساجد، مکاتب و مدارس کی حفاظت فرمائے، آمین۔

اصلاحی مضامین

حلال وحرام اور ہمارا معاشرہ!

مفتی محمد ندیم الدین قاسمی*

اسلام نے جہاں ہمیں " حلال" کی اہمیت بتائی تو وہیں " حرام" سے بچنے کی سختی سے تاکید بھی فرمائی؛ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ ' لا یَقْبَلُ اِلاَّ طَیِّبًا (اللہ پاک ہے اور پاک وحلال چیزوں کو ہی پسند کرتا ہے،) کیوں کہ " حرام" خدا کی ناراضگی، معاشرہ کے بگاڑ، لذتِ ایمانی کے سلب ہوجانے اور رحمتِ خداوندی سے دور ہوجانے کا ذریعہ ہے تو وہیں " حلال" رب کی رضا، معاشرہ میں امن کی بحالی، اور نورِ ایمانی کے بقا کا ضامن بھی ہے؛ لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے " حرام" کا دائرہ محدود کرلیا، حرمت کا تعلق روزی اور مال کی حد تک ہی سمجھتے ہیں حالانکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی " حرمت" سود ورشوت سے زیادہ نہیں تو کم از کم ان کے برابر ضرور ہے، دنیا دار ہو کہ دین دار، ہر ایک طبقہ اپنے اپنے میدان میں ان میں مبتلا ہے، ان کی نجی محفلیں افعال حرام سے خالی نہیں بلکہ کئی ایک تو حلال کا سمجھ کر بے دھڑک ان کے مرتکب بھی ہیں۔ چنانچہ آج ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لے لیں تو پتہ چلے گا کہ خنزیر وشراب، سود، بدکاری وغیرہ سے تو حد درجہ نفرت ہے مگر دھوکہ دہی، ملاوٹ، لوٹ کھسوٹ، کسی کا ناحق مال دبانا، جھوٹ بول کر ناقص مال بیچنا، کاموں کی تکمیل میں رشوت لینا، غیبت وعیب جوئی، یتیم کا مال کھانا، اپنے طاقت کے دم پہ کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ، قرضے کی واپسی میں ٹال مٹول، صارفین کو دِل فریب تجارتی اسکیموں کے ذریعے دامِ فریب میں پھنسانا، محکمانہ دفاتر میں تاخیری حربے، امراء وحکماء کا ماتحتوں ومحکوموں کے ساتھ ظالمانہ رویہ، جوّے اور سٹّے کی گرم بازاری، غبن اور قرضوں کی خُرد بُرد، عوام کی ضرورت کے وقت اناج کی ذخیرہ اندوزی، صنعتی وتجارتی اجارہ داریاں، قیمتوں پر ظالمانہ کنٹرول، اِسی طرح جاگیرداروں کا کسانوں اور مزدوروں کی معاشی زندگی پر سفاکانہ کنٹرول، مردوں کا بیویوں پر ظلم اور ان کے ن حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی، نامحرم عورتوں ومردوں کا بے محابا اختلاط، شوشل میڈیا پر نامحرم عورتوں سے ناجائز تعلقات، مزدوروں کا استحصال، ملازموں کے ساتھ نا روا رویہ، بڑوں کا چھوٹوں کے ساتھ نازیبا ومطلب پرستانہ سلوک، چھوٹوں کی بڑوں پر بے جا تنقید، صاحب عہدہ کا حسد کی بنا پر انتقامی کاروائیاں، کسی کی ترقی میں رکاوٹ

---

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

کی کوششیں، وراثت کی تقسیم میں بلاوجہ تاخیر، بھائیوں کا بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا، والدین کی نافرمانی، اور بچوں کی تربیت سے غفلت، وغیرہ۔۔ کیا یہ تمام برائیاں اکلِ حرام کے برابر نہیں؟ کیا ان پر جہنم کی وعیدیں نہیں؟ کیا یہ معاشرہ کے بگاڑ اور اللہ کی ناراضگی کا سبب نہیں؟ کیا ان کا مرتکب" سود ورشوت" میں مبتلا شخص کے برابر نہیں؟ ہاں ہے! ضرور ہے! کیوں کہ اللہ تعالی نے ناپ تول میں کمی کرنے کے بارے میں فرمایا "**ویل للمطففین**" (ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے بربادی ہے) اور آپ ﷺ نے فرمایا" إن المفلس من أمتي يأتي يوم القيامة بصلاة، وصيام، وزكاة، ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا الخ (صحیح مسلم 4/1997) یعنی: میری امت کا مفلس وہ ہے جو دنیا میں تو نماز وزکوۃ کا پابند تھا مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال دبایا ہوگا، کسی کا ناحق خون کیا ہوگا، تو حقدار اپنا حق وصول کرلیں گے پھر جہنم میں اسے پھینک دیا جائے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے دھوکہ دہی کے متعلق فرمایا: ’’جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔‘‘ (ترمذی: ج۱ص ۲۴۵)

ایک حدیث میں زمین پر ناجائز قبضہ کرنے والے کو سخت وعید سنائی گئ:" من ظلم من الأرض شيئاً طوقه من سبع أرضين " (بخاری شریف: کتاب المظالم ۲۴۵۲) یعنی: جس نے زمین میں سے کچھ بھی ظلم کر کے لے لیا اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں کا طوق پہنا دے گا"۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے مزدوروں کی مزدوری میں تاخیر کے متعلق فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں میں خود مدعی بنوں گا۔ ان میں ایک وہ شخص ہے جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا پھر کام تو اس سے پورا لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔ (حدیث نمبر: 2270 کتاب الاجارہ۔ صحیح بخاری۔)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے وراثت سے محروم کرنے والے کے بارے میں فرمایا من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة " (مشکوۃ المصابیح 1/266، باب الوصایا) یعنی جو اپنے وارث کو وراثت سے محروم کردے تو قیامت اللہ تعالیٰ اسے جنت سے محروم کردیں گے۔

الغرض ان کے علاوہ بے شمار احادیث ہیں جن میں حرام کا صرف ایک ہی رخ نہیں، بلکہ اس کا دوسرا رخ بھی مذکور ہے، حرام کاموں سے دن بہ دن امت کی بھی غفلت بڑھتی جارہی ہے، جب کہ ہمیں ان افعال حرام سے اتنی ہی نفرت ہونا ضروری ہے جتنی کہ شراب وخنزیر سے ہوتی ہے تب ہی ہم مومن کامل بنیں گے۔

اللہ ہمیں ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اصلاحی مضامین

عصمت دری کے بڑھتے واقعات: اسباب وحل

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی زید مجدہٗ*

ملک میں خواتین پر تشدد اور عصمت ریزی کی شرح میں کس قدر اضافہ ہو رہا ہے، اس کا اندازہ نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (NCRB) کے اعداد وشمار سے لگایا جا سکتا ہے، (NCRB) کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ۲۰۱۲ء کے بعد ۲۰۱۵ء تک کے چار برسوں میں خواتین کے خلاف جرائم میں ۳۴ فیصد اضافہ ہوا ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس سنگین جرم کا شکار ہونے والی خواتین میں چھ سال کی بچی سے لے کر ساٹھ سال تک کی بزرگ خواتین شامل تھیں، رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۵ء میں عصمت دری کے چونتیس ہزار چھ سو اکیاون معاملات درج کئے گئے، ۲۰۱۶ء کی رپورٹ کے مطابق ان واقعات میں 12.4 فیصد کا اضافہ ہوا، چونتیس ہزار چھ سو اکیاون سے بڑھ کر یہ تعداد ۲۰۱۶ء میں اڑتیس ہزار نو سو سینتالیس ہوگئی، مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کا شمار عصمت دری واقعات میں سرفہرست ریاستوں میں ہوتا ہے، ان دو ریاستوں میں عصمت دری کی شرح سب سے زیادہ ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ متاثرہ خواتین میں سے ۳۳ ہزار سے زائد کی عصمت دری میں مبینہ طور پر ان کے رشتہ دار، عزیز یا جان پہچان والے ملوث تھے، اس وقت ملک میں عصمت دری، خواتین کے خلاف ہونے والا چوتھا سب سے زیادہ عام جرم مانا گیا ہے، ۲۰۱۶ء میں پیش آئے عصمت دری واقعات میں سے ۴۰ فیصد میں نابالغ بچیوں کو درندگی کا شکار بنایا گیا، سال رواں پہلی جنوری سے ۳۰/جون تک چوبیس ہزار دو سو بارہ بچیوں کو درندگی کا شکار بنایا گیا، سپریم کورٹ کو ہائی کورٹوں نے گذشتہ چھ مہینے کے جو اعداد وشمار دیے ہیں ان کے مطابق اس عرصہ میں ہر مہینہ عصمت دری کے کل ۴۰ ہزار واقعات ہوئے، یعنی روزانہ ۱۳۰ خواتین کی چادر عصمت تار تار کی جاتی رہی، اس حساب سے ہر پانچ منٹ میں ایک خاتون کا جنسی استحصال ہوا، اس وقت پورے ملک کی مختلف عدالتوں میں عصمت دری کے دو لاکھ مقدمات زیر سماعت ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ملک میں ہر گھنٹہ چار خواتین کی عصمت دری ہوتی ہے، اس طرح یومیہ اس قسم کے دسیوں واقعات رونما ہوتے ہیں، لیکن اِکا دُکا واقعات پر ملک گیر سطح پر احتجاج ہوتا ہے، اسی طرح کے واقعات میں عام آدمی سے لے

* استاذِ حدیث دار العلوم حیدر آباد

کر سیاسی قائدین تک یہ مانگ کرتے نظر آتے ہیں کہ عصمت دری کے مجرمین کو پھانسی کی سزا دینی چاہیے، یہ دراصل خدائی قوانین کی صداقت کا برملا اعتراف ہے، نیز یہ اسلامی سزاؤں پر انگشت نمائی کرنے والے ان افراد کے منھ پر زوردار طمانچہ ہے جو اسلام کے نظام حدود و قصاص کو ظالمانہ قرار دیتے ہیں، زنا اور قتل جیسے جرائم کے سدباب کے لیے شریعت اسلامی صرف سخت سزاؤں پر ہی انحصار نہیں کرتی، بلکہ اس قسم کے واقعات پر روک لگانے کے لیے اسلام میں عفت و پاکدامنی کا مکمل نظام ہے، جس سے گزرنے کے بعد کسی بھی انسانی معاشرے میں خال خال ہی ایسے جرائم کا صدور ہوتا ہے۔

جرائم کے سدباب اور بالخصوص عصمت ریزی جیسے واقعات کی روک تھام کے لیے وقتی احتجاج یا پارلیمنٹ میں سخت قوانین کی منظوری کافی نہیں ہے، اگر احتجاج اور قانون سازی کافی ہوتی تو ۲۰۱۲ء کے واقعہ کے بعد اس قسم کے واقعات میں واضح کمی آنی چاہیے تھی، جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، جرائم روز افزوں ہیں اور ہر دن عصمت ریزی کے متعدد واقعات پیش آتے ہیں، عصمت دری اور دیگر سماجی واخلاقی جرائم کا انسداد ان اسباب اور راستوں پر روک لگائے بغیر ممکن نہیں جن سے ان کی آبیاری ہوتی ہے، شریعتِ اسلامی جرائم کے خاتمہ کے لیے اسبابِ جرائم پر قدغن لگاتی ہے، موجودہ حکومتیں انسداد جرائم کے لیے اس لیے سنجیدہ نہیں کہی جاسکتیں کہ ایک طرف وہ عوامی احتجاج سے مجبور ہوکر مجرمین کے خلاف سخت قوانین کی بات کرتی ہیں، دوسری جانب ان تمام راستوں کو کھلی چھوٹ دیتی ہیں جہاں سے جرائم پنپتے ہیں، جب تک ان راستوں پر روک نہیں لگائی جاتی عصمت دری اور آبروریزی کے طوفان پر قابو پانا ممکن نہیں۔

جنسی بے راہ روی اور گینگ ریپ جیسے واقعات بڑھنے کا ایک بنیادی سبب معاشرہ میں موبائل اور انٹرنیٹ کا غیر محتاط استعمال ہے، اس وقت موبائل پر فحش مناظر کا گھنٹوں مشاہدہ نوجوانوں کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے، انٹرنیٹ اور موبائل نے نسل نو پر گہرے اثرات ڈالے ہیں، نیٹ پر ہر فحش سائٹ تک رسائی آسان ہوچکی ہے، بیشتر نوجوان اپنے دبے جنسی جذبات کی تشکیل کے لیے برہنہ تصاویر اور پورن ویڈیوز کا رخ کرتے ہیں، پورنوگرافی اب ہمارے معاشرہ میں اس قدر عام ہوچکی ہے کہ شادی شدہ افراد بھی اس لت کا شکار ہیں، اور ان کے ازدواجی تعلقات پر اثر انداز ہورہی ہے، اس لت میں مبتلا شوہر کے لیے بیوی میں کشش ختم ہوجاتی ہے، بالآخر میاں بیوی کا رشتہ ایک موڑ پر جاکر ٹوٹ جاتا ہے یا ان میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، ایک مصری ڈاکٹر علی جواد کا کہنا ہے کہ آج کل ۱۵ سے ۲۰ فیصد طلاقیں پورن ویب سائٹس کی وجہ سے ہورہی ہیں، ڈاکٹر جواد کا کہنا ہے کہ بہت زیادہ پورن دیکھنے کے اثرات ویسے ہی ہوتے ہیں جو نشہ آور چیز کے استعمال سے ہوتے ہیں۔

فحش مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لیے نئی نسل گھنٹوں موبائل پر گزار رہی ہے، بہت سے نوجوان رات دیر گئے موبائل میں مشغول نظر آتے ہیں، ملک میں فحش سائٹس کو (Block) بلاک کرنے کا مطالبہ بار بار کیا جاتا رہا ہے، لیکن حکام کی جانب سے ہر مرتبہ عدم دلچسپی یا کسی فنی رکاوٹ کا عذر پیش کر دیا جاتا ہے، جب تک ہمارے نوجوان نیٹ پر گندگی اور غلاظت کی نالیوں میں گھنٹوں غوطہ زن رہیں گے ملک میں عصمت دری اور آبرو ریزی جیسے واقعات کا سد باب ممکن نہیں۔

خواتین کے ساتھ زیادتی کے بڑھتے واقعات کا ایک سبب مردوزن کا آزادانہ اختلاط اور تعلیم گاہوں اور عوامی مقامات پر لڑکوں اور لڑکیوں کا بے محابہ میل جول ہے، مخلوط کلچر ہمارے معاشروں کو تباہی کی جانب ڈھکیل رہا ہے، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے کیمپس میں آج وہ سب کچھ ہو رہا ہے جسے زبان وقلم پر نہیں لایا جا سکتا، حتیٰ کہ مخلوط ماحول نے استاذ وشاگرد کے مقدس رشتوں کو تک پامال کر دیا ہے، تعلیم کے بہانے ہماری بچیاں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ مٹر گشتی کرتی نہیں تھکتیں، لڑکیوں کا اپنے ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ سیر وتفریح کرنا اور اپنے دوستوں کے ساتھ دور دراز مقامات پر قیام کرنا اب عام سی بات ہو گئی ہے، بہت سے والدین تعلیم کے لیے اپنی بیٹیوں کو دور دراز شہروں کے ہاسٹلوں میں داخل کروا دیتے ہیں، بچیاں وطن سے دور کس حال میں ہوتی ہیں والدین کو اس کی خبر نہیں ہوتی، کال سینٹروں میں بہت سی لڑکیاں نائٹ شفٹ میں کام کرتی ہیں، جہاں مخلوط ماحول ہوتا ہے، جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے والی نئی نسل کے لیے جب مخلوط ماحول مل جاتا ہے تو ضرور اپنا اثر دکھا جاتا ہے، یہ مخلوط کلچر ہی ہے جو جنسی ہوس کے بھوکوں کو شکار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

گینگ ریپ کے بڑھتے واقعات کی ایک بڑی وجہ بے پردگی اور خواتین کی فیشن زدہ زندگی ہے، زیب وزینت کا اظہار اور بن سنور کر لوگوں کو دعوت نظارہ دینے کا مزاج خواتین کا شیوہ بن چکا ہے، جب کبھی عصمت ریزی کا گھناؤنا واقعہ رونما ہوتا ہے تو لوگ مجرموں کے خلاف آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں، اور ہر طرف سے مجرموں کو سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا جانے لگتا ہے، لیکن کسی گوشہ سے یہ آواز نہیں اٹھتی کہ خواتین بے پردہ میک اپ کر کے لوگوں کو دعوت نظارہ نہ دیں، کالجوں اور عوامی مقامات پر نہایت چست اور نیم عریاں لباس پہن کر گھومنے کا رواج ایک فیشن کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے، چست لباس اور نیم برہنگی اختیار کر کے خواتین خود جنسی بھیڑیوں کو دعوت دیتی ہیں، ہماری خواتین جب تک عریاں لباسی کا شکار رہیں گی اسی طرح ان کی عصمت پر خطرات منڈلاتے رہیں گے، اور جنسی درندے انھیں اپنی ہوس کا شکار بناتے رہیں گے، اس وقت بے پردگی سر چڑھ کر بول رہی ہے، خواتین اور نوجوان لڑکیوں کا لباس مختصر سے مختصر ہوتا جا رہا ہے، والدین کو توفیق نہیں

ہوتی کہ وہ اپنی بچیوں کو ٹی شرٹ اور جنس سے منع کریں، نئی نسل فلمی شخصیات کو اپنا آئیڈیل سمجھ رہی ہے، فلموں میں بڑھتی عریانی معاشرہ پر اثر انداز ہو رہی ہے، پردہ اور بھرپور لباس ہی تحفظ نسواں کا ضامن ہے، بنت حواء جس قدر بے لباس ہوگی اسی قدر مردوں کی ہوس کا شکار ہوتی رہے گی۔

جنسی درندگی میں اضافہ کی ایک وجہ معاشرہ میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی میں غیر معمولی تاخیر ہے، جنسی خواہش اللہ نے ہر انسان کی فطرت میں ودیعت فرمائی ہے، کوئی لڑکا یا لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس میں یہ خواہش انگڑائیاں لینی لگتی ہے، اس کے لیے شریعتِ اسلامی نے نکاح کا نظام رکھا ہے، نکاح کے جائز راستے سے اس کی تکمیل میں تاخیر ہو جائے تو پھر نا جائز راستہ نکالا جاتا ہے، بالخصوص موجودہ بے حیائی کے ماحول میں جہاں موبائل اور انٹرنیٹ کا استعمال ہمارے بچوں کو وقت سے پہلے حد بلوغ کو پہونچا رہا ہے، اگر نکاح میں تاخیر ہونے لگے تو قوی امکان ہے کہ ہمارے نوجوان بے راہ روی کا شکار ہو جائیں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اپنی نوجوان اولاد کو بعجلت ممکنہ رشتۂ ازدواج سے منسلک کرنے کی فکر کریں، آج کل غیر ضروری خرافات اور نام نہاد معیار کے سبب نکاح مشکل ہوتا جا رہا ہے، جس کا اثر بدکاری اور جنسی بے راہ روی کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے، شریعت کی نظر میں نکاح میں عجلت مطلوب ہے۔

نوجوانوں کے سلسلے میں والدین اور سماج کی غفلت و لا پرواہی بھی جنسی جرائم میں اضافہ کا ایک سبب ہے، بچپن میں والدین اولاد کی تربیت پر خاطر خواہ توجہ نہیں دیتے، بلکہ اکثر گھروں میں بچہ ماں کی گود ہی سے ٹی وی پر فحش مناظر دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے، اب تو موبائل نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے، بچپن کی دینی تربیت، ذہن سازی اور کردار سازی میں اہم رول ادا کرتی ہے، جن گھرانوں میں والدین روز اول سے بچوں کو دینی سانچے میں ڈھالتے ہیں وہ بڑے ہو کر غلط راستے پر نہیں پڑتے حتی کہ تعلیم گاہوں کا مخلوط ماحول بھی ان پر اثر انداز نہیں ہوتا، زمانۂ قدیم میں ہر مذہب کے لوگ بچوں کو اخلاقیات کا درس دیا کرتے تھے، اسکولی نصاب میں بھی اخلاقیات کا مستقل ایک گھنٹہ ہوا کرتا تھا، لیکن اب گھریلو تربیت قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی ہے، ماں باپ کو اپنی مصروفیات اور موبائل سے فرصت نہیں، اسکول سے لوٹ کر بچے گھر کے بڑوں سے تربیت پانے کے بجائے موبائل میں کھو جاتے ہیں، جب تک نئی نسل کی دینی تربیت پر توجہ نہیں دی جائے گی اس قسم کے واقعات کا سد باب ممکن نہیں۔

رضامندی سے جنسی تعلقات کو جائز سمجھنے کا رجحان بھی عصمت ریزی کے گھناؤنے واقعات کا سبب بن رہا ہے، نکاح کے بغیر کسی بھی قسم کا جنسی تعلق انسانی معاشرہ کے لیے نہایت تباہ کن ہے، دین اسلام اس کی قطعی

اجازت نہیں دیتا، احادیث میں تنہائی میں کسی اجنبی مرد وزن کے آپسی اختلاط کو سم قاتل قرار دیا گیا ہے، زنا ہر حال میں زنا ہے، آپسی رضا مندی ہی سے کیوں نہ ہو، رضا مندی سے کوئی گندگی پاک نہیں ہوسکتی، لیکن موجودہ قوانین رضا مندی سے ہونے والی بدکاری کو سند جواز عطا کرتے ہیں، اس قسم کا رجحان ریپ واقعات میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے، مختصر یہ کہ وقتی اُبال یا احتجاج سے عصمت دری کا سیلاب تھمنے والا نہیں ہے، اس کے لیے حکومت، والدین اور سماج تینوں کو اپنا مطلوبہ کردار ادا کرنا ضروری ہے، یومیہ دسیوں واقعات رونما ہوتے ہیں، لیکن حکومت تب حرکت میں آتی ہے جب کسی واقعہ پر عوامی احتجاج شدت اختیار کرلیتا ہے، عصمت دری سے متاثرہ کتنے ہی خاندان انصاف کے منتظر ہیں انھیں کوئی انصاف دلانے والا نہیں، عام مجرموں کو سزا دے کر اونچے طبقے کے مجرموں کو نظر انداز کرنا کوئی اچھا رجحان نہیں، حکومت کو سزاؤں کے نفاذ میں عدل اور غیر جانب داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے، مجرم چاہے کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو اسے کیفر کردار تک پہونچانے میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے، عدالتوں سے انصاف ملنے میں تاخیر بھی ایسے گھناؤنے واقعات کے اضافہ کا ایک سبب ہے، فاسٹ ٹریک عدالتوں کے دائرہ کو مزید وسعت دینا ضروری ہے اور غیر جانب داری کے ساتھ تمام مجرموں پر یکساں سزا کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔

(بقیہ صفحہ ۴۲ سے)

اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔ یعنی تم میں سے ہر شخص کا اس پر یعنی جہنم پر گزر ہوگا اس کا تمہارے رب نے حتمی طور پر ذمہ لے رکھا ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

مذکورہ باتیں ہمارے عقائد میں داخل ہیں ان کو سچے دل سے ماننا اور ان پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ نیز جس قدر ہوسکے ان باتوں کو ذہن میں رکھیں تاکہ زندگی اعمالِ صالحہ سے معطر ہوسکے، اور گناہوں سے بچنے میں معاون و مددگار ہوسکے۔

اصلاحی مضامین

صبر و شکر؛ کامیاب زندگی کے لیے شاہ کلید

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی قاسمی*

اس کائنات ہست و بود میں ہر انسان کو خوشی و مسرت، سکون و راحت اور تن درستی و صحت کے ساتھ ساتھ تکلیف و مصیبت، پریشانی و آفت اور بیماری و نقمت سے بھی واسطہ پڑتا ہے، اور یہ سب حالات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں؛ جس پر بندۂ مومن کو کامل یقین اور مکمل اعتماد ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہہ دیجیے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔(توبۃ:51)۔حالات موافق و سازگار ہوں یا مخالف و ناسازگار دونوں صورتوں میں ایک ایمان والے کا کیا طرز عمل ہونا چاہیے، قرآن و حدیث میں اس حوالے سے بھرپور رہنمائی موجود ہے۔

مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے!

حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اور اس پر وہ شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے باعث خیر ہے''۔(صحیح مسلم)

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسندیدگی کے انداز میں مومن کے حال پر تعجب کا اظہار فرمایا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنے تمام احوال اور دنیاوی اتار چڑھاؤ میں خیر و فلاح اور کامیابی ہی میں رہتا ہے اور یہ خیر صرف اور صرف مومن ہی کو حاصل ہے۔پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی مقدر رکھا ہے۔اگر اسے کوئی تنگی و مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کی تقدیر پر صبر کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے کشادگی کا منتظر اور اس سے اجر و ثواب کا امیدوار رہتا ہے، تو یہ بات اس کے لیے باعثِ خیر ہوتی ہے۔اور اگر کوئی خوش کن بات پیش آئے مثلاً کوئی دینی نعمت کا حصول ہو، جیسے علم یا عمل صالح یا پھر کوئی دنیوی نعمت ملے، جیسے مال، اولاد اور جائیداد وغیرہ تو اس پر شکر گزار ہوتا ہے، بایں طور کہ اللہ عز و جل کی اطاعت پر کاربند رہتا ہے، چنانچہ

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

اللہ اس کی قدر کرتا ہے، تو یہ بات اس کے لیے باعثِ خیر ہوتی ہے۔

صبر وشکر، ایمان کامل کی علامت!

آٹھویں صدی ہجری کے معروف عالم، درجنوں معرکۃ الآراء کتابوں کے مولف حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم الجوزیہ (691ھ-751ھ) نے اپنی کتاب ”عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین“ میں صبر وشکر کو بہ طور خاص موضوع سخن بنایا ہے اور شرح وبسط کے ساتھ چھبیس ابواب میں صبر وشکر سے متعلق ضروری تفصیلات کو جمع کر دیا ہے، چوں کہ آپ ایک محدث ہی نہیں؛ بلکہ بلند پایہ فقیہ ومفسر بھی تھے؛ اس لئے آپ نے کتابِ مذکور میں صرف الفاظ حدیث کو جمع کرنے پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ آیات و احادیث کی تشریح، الفاظ ومعانی کی توضیح اور فقہی احکام، تربیتی نکات اور قیمتی لطائف سے بھی کتاب کو آراستہ وپیراستہ فرمایا ہے، آپ جہاں ظاہری علوم وفنون میں درک وکمال رکھتے تھے، وہیں علوم باطنیہ یعنی تصوف و احسان میں بھی مقامات عالیہ سے سرفراز تھے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب قارئین کے لیے بہت ہی سودمند، موثر اور عمل پر ابھارنے والی ہے۔ خود صاحب کتاب مقصد تالیف کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صبر وشکر کی اہمیت و ضرورت بتانے اور یہ سمجھانے کے لیے کہ دنیا وآخرت کی سعادت انہی دونوں پر موقوف ہے' یہ کتاب لکھی گئی۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو جامع، محیط اور نافع ہے، اس میں وہ فوائد ہیں جو اس بات کے حق دار ہیں کہ انہیں مضبوطی سے تھام لیا جائے اور ان پر اعتماد کیا جائے، اس میں پڑھنے والے کے لئے لطف اندوزی کا سامان ہے، غمگین ودل گیر افراد کے لئے تسلی واطمینان ہے اور مقید ومحبوس لوگوں کے لئے رہائی ونجات ہے۔

علامہ کتاب کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایمان کے دو حصے ہیں: نصف صبر اور نصف شکر۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنے نفس کا خیر خواہ، اس کی نجات کا طالب، اور اس کی نیک بختی کا شائق ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِن دونوں (صبر وشکر) اصلِ عظیم سے لاپرواہی نہ برتے، اور نہ ان دو سیدھی راہوں سے کنارہ کشی اختیار کرے اور یہ کہ اللہ تک پہونچنے کے لئے اپنا سفر انہی دو راہوں پر طے کرے؛ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ملاقات کے دن خیر الفریقین (شاکرین وصابرین) میں سے کسی کے ساتھ شامل فرمادے۔

صبر وشکر کی دو خصلتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں گی، اللہ تعالیٰ اسے شاکر وصابر لکھ دیتا ہے اور جس میں وہ نہیں ہوں گی، اسے اللہ شاکر وصابر نہیں لکھتا۔ جو شخص اپنے دین کے معاملے میں ایسے شخص پر نظر رکھتا ہے جو اس سے بڑھ کر ہے، پھر

اس کی اقتداء کرتا ہے۔ اور دنیا کے معاملے میں اس شخص کو دیکھتا ہے جو اس سے کمتر حیثیت کا حامل ہے، پھر اس بات پر اللہ کی حمد کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اس پر فضیلت عطا کی ہے۔ (ان دو خصلتوں کے حامل شخص کو) اللہ تعالیٰ شاکر اور صابر لکھ دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے کمتر (دیندار) کو دیکھتا ہے اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے برتر (مال دار) کو دیکھتا ہے اور پھر جو اسے (دنیا کے مال واسباب سے) میسر نہیں ہے اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نہ شاکر لکھتا ہے اور نہ صابر''۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں مذکورہ دو خصلتوں کی موجودگی یا عدم موجودگی کا نتیجہ بتلایا گیا ہے جس میں پہلی دو خصلتیں ہوں گی، وہ یقیناً ایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام کرے گا؛ کیونکہ اس کی نظر اپنے سے زیادہ متقی وپارسا شخص پر ہوگی اور وہ اسی کو نمونے کے طور پر اپنے سامنے رکھ کر اس کی اقتداء کرے گا۔ دوسرے، وہ شخص اللہ کا شکر بھی خوب ادا کرے گا کیونکہ وہ ہر وقت ان کو دیکھے گا جو اس سے بھی زیادہ محروم قسم کے لوگ ہیں، تو قدرتی طور پر ہر وقت اس کی زبان کلمات حمد سے تر اور اس کا دل اعتراف نعمت سے معمور رہے گا۔ اس کے برعکس جس شخص کے اندر یہ دو خصلتیں نہیں ہوں گی، وہ ایک تو دین وشریعت کی پابندی کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرے گا، کیونکہ اس کے سامنے وہ نمونے ہوں گے جو دین کے زیادہ پابند نہیں ہوں گے۔ دوسرے، یہ شخص ہر وقت اپنی محرومی ہی کا گلہ اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہی کرے گا؛ کیونکہ اس کے آئیڈیل وہ لوگ ہوں گے جو محض دنیادار اور ہر طرح کے وسائل سے بہرہ ور ہوں گے۔

قوم سبا کا عبرت ناک واقعہ

''سبا'' عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے مورث اعلیٰ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قوم کی بستی یمن میں شہر ''صنعاء'' سے چھ میل کی دوری پر واقع تھی۔ اس آبادی کی آب وہوا اور زمین اتنی صاف اور اس قدر لطیف وپاکیزہ تھی کہ اس میں مچھر، مکھی، پسو، کھٹمل وغیرہ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ موسم نہایت معتدل تھا نہ گرمی نہ سردی۔ یہاں کے باغات میں کثیر پھل آتے تھے۔ کہ جب کوئی شخص سر پر ٹوکرا لئے گزرتا تو بغیر ہاتھ لگائے قسم قسم کے پھلوں سے اس کا ٹوکرا بھر جاتا تھا۔ غرض یہ قوم بڑی فارغ البالی اور خوشحالی میں امن وسکون اور آرام وچین سے زندگی بسر کرتی تھی؛ مگر نعمتوں کی کثرت اور خوشحالی نے اس قوم کو سرکش بنا دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی ہدایت کے لئے یکے بعد دیگرے کئی انبیاء کو بھیجا جو اس قوم کو خدا کی نعمتیں یاد دلا دلا کر عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے؛ مگر ان سرکشوں نے خدا کے مقدس نبیوں کو جھٹلا دیا اور اس قوم کا سردار اتنا متکبر اور سرکش آدمی تھا کہ جب اُس کا لڑکا مر گیا تو اس نے آسمان کی طرف تھوکا اور اپنے کفر کا اعلان کر دیا اور

اعلانیہ لوگوں کو کفر کی دعوت دینے لگا اور جو کفر کرنے سے انکار کرتا، اُس کو قتل کر دیتا تھا اور خدا عزوجل کے نبیوں سے نہایت ہی بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ کہتا تھا کہ آپ لوگ اللہ عزوجل سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نعمتوں کو ہم سے چھین لے۔ جب سردار اور اس کی قوم کا طغیان وعصیان بہت زیادہ بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر سیلاب کا عذاب بھیجا۔ جس سے ان لوگوں کے باغات اور اموال و مکانات سب غرق ہو کر فنا ہو گئے اور پوری بستی ریت کے تودوں میں دفن ہوگئی اور اس طرح یہ قوم تباہ و برباد ہوگئی کہ ان کی بربادی ملک عرب میں ضرب المثل بن گئی۔ عمدہ اور لذیذ پھلوں کے باغات کی جگہ جھاؤ اور جنگلی بیروں کے خاردار اور خوفناک جنگل اُگ گئے اور یہ قوم عمدہ اور لذیذ پھلوں کے لئے ترس گئی۔ قران مجید میں صبر وشکر کرنے والوں کے لیے نصیحت وعبرت کے طور پر اس واقعے کو ذکر کیا گیا اور فرمایا گیا:

قوم سبا کے لئے ان کے مسکن میں ہی ایک نشانی موجود تھی۔ اس مسکن کے دائیں، بائیں دو باغ تھے۔ (ہم نے انھیں کہا تھا کہ) اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ پاکیزہ اور ستھرا شہر ہے اور معاف فرمانے والا پروردگار۔ مگر ان لوگوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا۔ اور ان کے دونوں باغوں کو دو ایسے باغوں میں بدل دیا جن کے میوے بدمزہ تھے اور ان میں کچھ پیلو کے درخت تھے کچھ جھاؤ کے اور تھوڑی سی بیریاں تھیں۔ ہم نے یہ سزا انھیں ان کی ناشکری کی وجہ سے دی تھی اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ہم نے ان کی بستی اور اس بستی کے درمیان جس میں ہم نے برکت رکھی تھی، کھلے راستہ پر کئی بستیاں آباد کر دی تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں کہ ان میں رات دن بلاخوف وخطر امن سے سفر کرو۔ مگر وہ کہنے لگے: ''اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی مسافتیں دور دور کر دے اور (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ چنانچہ ہم نے انھیں افسانے بنا دیا اور تتر بتر کر ڈالا۔ اس میں یقیناً ہر صابر وشاکر کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ (سبا:15۔19)

خلاصۂ کلام

موجودہ زمانے میں اجتماعی وانفرادی دونوں حیثیتوں سے جو سخت آزمائشیں اور مصیبتیں آرہی ہیں اور ہر کوئی حالات کا شکوہ کرتا نظر آرہا ہے، ہم ان سے عبرت حاصل کریں۔ اگر ہم خدانخواستہ کسی بیماری یا پریشان میں مبتلا ہیں تو صبر وشکیب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اگر عافیت وصحت کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں تو منعم حقیقی کی شکرگزاری سے ہرگز دریغ نہ کریں۔ حق تعالیٰ ہمیں اس دور ابتلا سے نجات عطا فرمائے اور عافیت کی زندگی مقدر فرمائے۔ آمین

فکرِ عقبیٰ

عقیدۂ آخرت

از: مولانا سید عادل حقانی

اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق قیامت میں پیش آنے والے آٹھ امور ہیں۔

(1) بعث بعد الموت۔ (2) جزائے اعمال۔ (3) عرض۔ (4) حساب وکتاب۔

(5) اعمال نامہ پڑھا جانا۔ (6) ثواب وعذاب۔ (7) میزان۔ (8) پل صراط۔

آگے ان کی مختصر سی توضیح بھی جان لیں۔

بعث بعد الموت:

یعنی انسان کو موت آتی ہے، اور مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ پھر اس کو روح کے تعلق کے ساتھ حیات دی جاتی ہے، قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا کہ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ یعنی پھر قیامت کے دن تمہیں اٹھایا جائے گا۔

جزائے اعمال:

یعنی دنیا دارُ العمل ہے اور آخرت دارُ الجزاء ہے اس لئے دینا میں اچھے عمل کرے یا برے کام کرے، قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔

قرآن پاک میں ہے کہ: هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔

عرض:

یعنی اللہ کے حضور بندہ اپنے اعمال کے ساتھ پیش ہوگا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا یعنی اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے۔ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

حساب کتاب:

یعنی بندے کے تمام اعمال کا حساب ہوگا۔ اللہ پاک کا ارشاد عالی ہے کہ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ یعنی آج کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج (کسی کے حق میں) بے انصافی نہیں ہوگی۔ بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔

اعمال نامہ پڑھا جانا:

یعنی ہر شخص اپنا نامہ اعمال پڑھے گا۔ قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ لو اپنا نامہ اعمال پڑھ لو۔ آج تم خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہو۔

ثواب وعذاب:

یعنی دینا میں اگر اچھے کام کئے ہوں تو ان پر ثواب ملے گا اور اگر برے اعمال کئے ہوں تو عذاب کی صورت میں بدلہ ملے گا۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ یعنی تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

میزان:

یعنی قیامت کے دن ایک ترازو قائم کی جائے گی اور اس میں بندوں کے اعمال تولے جائیں گے نیز اعمال کے وزن کی بنیاد اخلاص پر ہوگی۔ جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اعمال کا وزن بھی اتنا زیادہ ہوگا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور اس روز (اعمال کا) وزن ہونا برحق ہے تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔

پل صراط:

یعنی جہنم کے اوپر ایک پل موجود ہے، اس کی مسافت بڑی طویل ہے، تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ انسان اپنے اعمال کے اعتبار سے اس پر سے گزریں گے نافرمان اور کافر اس سے گر کر جہنم میں پہنچیں گے۔

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

فقہ وفتاویٰ

آپ کے شرعی مسائل

از: مفتی ندیم الدین قاسمی*

غیر مسلموں کی شادی وغیرہ میں شرکت کرنا

سوال: غیر مسلموں کی شادی وغیرہ کے پروگرام میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلموں کی شادی بیاہ کی تقریبات میں شرکت کرنا فی نفسہ درست ہے، البتہ کھانے پینے میں گوشت یا اس سے بنی ہوئی چیزیں استعمال نہ کی جائیں۔ (کتاب النوازل ۱۶/ ۳۴۰)

غیر مسلموں کے تہواروں پر مبارک باد دینا

سوال: غیر مسلموں کے تہواروں پر مبارک دینا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلموں کے تہواروں پر مبارک دینا جائز نہیں۔ (کتاب النوازل ۱۶/ ۲۵۰)

مندر کے سامنے پوجا پاٹ یا مٹھائی فروخت کرنا

سوال: (الف) مندر کے سامنے پوجا پاٹ کا سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟ (ب) مندر کے سامنے مٹھائی اور میوے فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟ (ج) ایسی دوکان میں ملازمت کرنا جہاں پوجا پاٹ کا سامان فروخت ہوتا ہو کیسا ہے؟

جواب: (الف) ایسا سامان جو پوجا پاٹ کے علاوہ اور کام میں نہیں آتا اس کو بیچنا بالکل منع ہے، لیکن اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کو غیر مسلم پوجا پاٹ کے لئے استعمال کرتے ہیں مگر وہ چیز پوجا کے علاوہ دوسرے کام میں بھی استعمال ہوتی ہے، مثلاً ناریل تو اس کو بیچنا جائز ہے، اور غلط جگہ استعمال کرنے والا خود اس کا ذمہ دار ہوگا۔

(ب) ایسی مٹھائی جس میں بتوں کی تصویریں نہ بنی ہوئی ہو تو اس کو بیچنا ہر جگہ جائز ہے، اگر کوئی خرید کر پرشاد میں استعمال کرے تو یہ اس کا فعل ہے بیچنے والا اس کا ذمہ دار نہیں۔

(ج) ایسی دوکان میں ملازمت کرنا جہاں مذکورہ سامان فروخت کرنا پڑتا ہو درست ہے۔ (کتاب النوازل ۱۶/ ۳۶۵)

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

مرنے کے بعد اپنے اعضاء کی دوسروں کے لئے وصیت کرنا۔

سوال: مرنے کے بعد اپنے بدن کے کسی حصہ کی دوسرے شخص کے لئے وصیت کرنا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں اس کی کچھ گنجائش ہے؟

جواب: اعضاء کو مرنے کے بعد عطیہ کرنے کی وصیت شرعاً درست نہیں ہے، اس لئے کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں، بلکہ یہ سب اعضاء اللہ تعالی کی ملکیت ہیں، لہذا اس میں انسان کی وصیت قطعا بے معنی ہے۔ (کتاب النوازل ۱۶/ ۲۲۴)

حضرت امیر معاویہ ؓ کو برا بھلا کہنے والے کا حکم

سوال: جو لوگ حضرت امیر معاویہ ؓ کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو لوگ صحابی رسول، کاتبِ وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برادر نسبتی حضرت امیر معاویہ ؓ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج، گمراہ، فاسق اور بدعتی ہیں۔ (کتاب النوازل ۲/ ۵۲۲)

نجات کا مدار کس پر ہے؟

سوال: شریعت میں نجات کا مدار اَعمال پر ہے یا عقائد پر؟

جواب: دین کے بنیادی عقائد پر ایمان لائے بغیر کوئی نجات نہیں پا سکتا، اگرچہ اس کے اَعمال دیکھنے میں کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں، اور اگر عقائد اچھے ہوں اَعمال میں خرابی ہو تو جنت میں تو جائے گا لیکن عمل میں کوتاہی کی وجہ سے سزا بھگتنی پڑ سکتی ہے۔ (کتاب النوازل ۱/ ۲۵۲)

فرائض کے علاوہ دیگر موقعوں کے لئے اذان دینا کیسا ہے؟

سوال: فرائض کے علاوہ واجبات اور سنن ونوافل کے لئے اسی طرح طوفان، زلزلہ اور مصیبتوں کے پیش آنے کی وقت اذان دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فرائض کے علاوہ دیگر نمازوں کے لئے اذان مشروع ہی نہیں ہوئی حتی کہ عیدین اور نماز جنازہ کے موقع پر بھی، اسی طرح مصیبتوں کے وقت بھی اذان دینا جائز نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۱/ ۴۶۱)

احوال وکوائف

جامعہ کے شب وروز

از: مفتی محمد احمد علی قاسمی *

گذشتہ پانچ ماہ قبل ملک میں ''کرونا وائرس'' نامی مہلک وبا کی وجہ سے ''لاک ڈاؤن'' نافذ کردیا گیا تھا، جس کی وجہ سے ملک کی تمام سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تعلیمی ادارے بھی متاثر ہوئے اور تاہنوز متاثر ہیں، ادارہ ہذا میں بھی ۲۰/رجب المرجب م ۱۶/مارچ کو تعطیل کا اعلان کردیا گیا تھا، اسی دن تمام طلبہ اپنے اپنے مقامات پر بہ حفاظت وسلامت پہونچ گئے تھے اور ادارہ کی تمام سرگرمیاں موقوف ہوگئیں، رمضان المبارک کے بعد دوبارہ تمام حالات کے بحال ہوجانے کی اُمید تھی؛ لیکن ایسا نہیں ہوا، تاہم اربابِ انتظام طلبہ کرام کا تعلیمی نقصان ہوتا دیکھ کر کافی متفکر تھے، اور تعلیمی سلسلے کے دوبارہ بحال ہونے کے لئے غور وخوض فرمارہے تھے، بالآخر طلباء کے مصالح کو مدنظر رکھ کر آن لائن تعلیم کا نظام شروع کیا گیا، دوسری جانب طلبہ بھی اپنی تعلیم کے نقصان کے سلسلے میں متفکر تھے، خوش آئند بات یہ ہے کہ جیسے ہی اُنہیں اس نظام کی اطلاع ملی وہ مربوط ہوکر اپنے نئے تعلیمی سفر کا آغاز کرلیا، الحمدللہ رمضان المبارک کے معاً بعد ابتداءً ''شعبہ حفظ وناظرہ'' کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی، اور اُس کے لئے مفید اور سہولت بخش ترتیب بنادی گئی، جس سے طلبہ اپنے گھر بیٹھے استفادہ کررہے ہیں، اساتذہ کرام مدرسہ پہونچ کر طلبہ کا معتدبہ کام کررہے ہیں، اب تک بھی یہی سلسلہ جاری ہے، طلبہ، اولیائے طلبہ، اور منتظمینِ مدرسہ سب اِس طریقۂ تعلیم سے کافی حد تک مطمئن ہیں۔ شعبۂ حفظ کی تعلیم کے آغاز کے بعد شعبۂ عالمیت میں بھی درجاتِ علیا میں تعلیم کا آغاز کا فیصلہ لیا گیا اور افتاء تا جماعت چہارم کی تعلیم کا نظام درجہ بہ درجہ بنایا گیا اور تا حال ان کی تعلیم بھی آن لائن جاری ہے۔

فارغین اِفتاء ودورۂ حدیث کی دستار بندی

سالِ گذشتہ دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے ۱۵/طلبہ کرام کا تہنیتی جلسہ طئے تھا، لیکن وہ کرونا ولاک ڈاؤن کے سبب ملتوی ہوگیا، اس سال ۲۱/محرم الحرام ۱۰/ستمبر ۲۰۲۰ء کو ان طلبہ کو مدعو کرکے اُن کا اختتام

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

درسِ بخاری ہوا، اور اُنھیں سند فضیلت دی گئی۔

اسی طرح ۶؍صفر المظفر م ۲۴؍ستمبر کو ۱۶؍فارغینِ شعبہ افتاء کی تہنیتی تقریب منعقد ہوئی جس میں انہیں سند افتاء دی گئی۔ ان دونوں موقعوں پر ان نو فاضل علماء ومفتیان کرام سے حضرت ناظم صاحب مدظلہٗ کے مؤثر خطاب کے علاوہ صدر المدرسین حضرت مفتی اسعد اللہ صاحب، ناظمِ تعلیمات مولانا محمد کبیر الدین صاحب اور مفتی محمد مشہود الدین صاحب زید مجدھم نے اُنھیں قیمتی نصائح فرمائیں۔

اشرف المجالس کا اہتمام

مدیر محترم کی اصلاحی مجالس لاک ڈاؤن کی میعاد میں آن لائن جاری رہیں، جن سے ہزاروں سالکین ومستفدین نے استفادہ کیا۔ ۲۴؍محرم الحرام ۱۳؍ستمبر کو ماہانہ اصلاحی مجلس آن لائن نشر ہوئی اور سالکین کے اصلاحی سوالات وجوابات کی ایک مجلس بھی آن لائن نشر ہوئی۔

مدیر محترم کی دینی ودعوتی سرگرمیاں

گذشتہ کئی ماہ سے لاک ڈاؤن کے سبب اسفار کا سلسلہ موقوف ہے، تاہم فرصت کی نعمت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے آپ نے سالکین ومریدین کے لئے ایک اصلاحی نصاب ''سلسلۂ اصلاح وتربیت'' کے نام مرتب کرنے کا تہیہ فرمایا، کچھ رسائل مرتب ہو چکے کچھ کا کام ابھی جاری ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اصلاحی نصاب جلد مرتب ہوکر ہماری اصلاح کا ذریعہ بنے۔

حق تعالیٰ شانہٗ حضرت والا کی عمر میں برکت اور صحت وعافیت عطا فرمائے اور اس خدمت کا بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ جمعہ کا خطاب اور بعد نماز عصر ہفتہ واری اصلاحی مجلس کا نظام بھی آن لائن جاری ہے۔

مطالعہ کی میز پر

نام کتاب: ذکر حفیظ (ماہنامہ الفرقان کی اشاعت خاص)

مرتب: حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی زید مجدہٗ

صفحات: ۱۳۰ (اگست و ستمبر ۲۰۲۰ء ذی الحجہ و محرم ۱۴۴۱-۴۲ کا مشترکہ شمارہ)

ناشر: ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

مبصر: مولانا سید نذیر احمد یونس قاسمی (استاذ ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد)

ہند میں سرمایۂ ملت کی نگہبانی اور اس کے لئے انتھک جدوجہد کرنے والوں میں ایک نمایاں نام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی اور ان کے خانوادہ کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور اشاعت کا بڑا کام اس خاندان سے لیا اور لے رہے ہیں جناب حافظ حفیظ الرحمٰن نعمانی صاحب مرحوم بھی اس گلشن نعمانی کے گل سرسبد تھے ۱۹۳۰ء میں آنکھیں کھولیں اور ڈسمبر ۲۰۱۹ء میں اس دار فانی سے منھ موڑ لیا۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کیا اور دینی تعلیم کا سلسلہ آگے چلا لیکن رسماً فراغت کے مرحلہ تک نہیں پہونچ سکے پھر والد بزرگوار کے معاون و مددگار بن گئے الفرقان کا نظام سنبھالا اور خوب مستحکم کیا۔ آزادی ہند کے بعد ملت اسلامیہ پر مسلسل یاس وقنوطیت کی جو بدلی چھائی ہوئی تھی ۱۹۶۱ء کے بعد جو حالات پیش آئے، اس نے تڑپایا بے چین کیا الفرقان خاص نوعیت کا ماہنامہ تھا، اس کے علاوہ کم مدت اور وسیع دائرہ کے لئے ایک اخبار کا منصوبہ بنایا اپنے بزرگوں حضرت مولانا منظور نعمانیؒ اور مولانا علی میاں ندویؒ سے مشاورت کے بعد ہفتہ وار ندائے ملت کا آغاز کیا تاکہ ملی مسائل پر بے لاگ لکھا جاسکے اور بجھی مرجھائی ملت میں خود اعتمادی کے ساتھ جینے کا صور پھونکا جائے یہی دور حفیظ نعمانی مرحوم کے عروج واقبال اور متحرک زندگی کا دور ہے جب کہ مرحوم مسلسل سرگرم رہے اور ملت کی

سربلندی کے لئے بے تکان جدوجہد کرتے رہے اسی زمانہ میں حکومت ہند نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی اقلیتی حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش کی ادھر حفیظ نعمانی اس ملی سرمایہ کے تحفظ کے لئے سربکف میدان میں کود پڑے بالآخر حوالہ زنداں ہوئے اور ۹ ماہ کے بعد ضمانت ملی۔ بڑے مشکلات سے گذرے قدم قدم پر رکاوٹیں آئیں جگہ جگہ روڑے اٹکائے گئے عزتیں داؤ پر لگیں لیکن مرحوم ہنستے مسکراتے ساری کٹھنائیوں سے گذر گئے خدمت کے لئے صحافت کے میدان کا انتخاب کیا۔ اوراس کے پاکیزہ اصولوں کو خوب نبھایا اور بھرپور پاسداری کی۔ قلم کا سودا کبھی نہیں کیا حق سے کبھی منھ نہیں موڑا جو موقف اپنایا اس پر مضبوطی سے جمے رہے۔

غرض! وفادار بیٹے، محبوب بھائی، مشفق باپ اور خاندان کے لئے ایک بے مثال سرپرست، بے باک صحافی ممتاز دانشور کی حیثیت سے کئی انمٹ نقش چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔

زندگی کی آخری دہائیوں میں وہ خاموش سے ہو گئے تھے ان کی متحرک زندگی کی رفتار تھم گئی تھی، نئی نسل ان کے بے مثال ملی وصحافتی کارناموں سے ناواقف تھی ضرورت تھی کہ اس مردمومن کے احوال ملی جدوجہد میں مشغول افراد کے سامنے لائے جائیں اور الفرقان کا حق بھی تھا کہ وہ ملت کے اس جانباز سپاہی کا نئی نسل سے تعارف کرائے، بحمد اللہ صرف شخصیت کا ہی نہیں بلکہ کارناموں کا مدیر الفرقان نے تقریباً ۹۰ رصفحات پر تفصیلی تذکرہ کیا اور بہت سے ان گوشوں سے پردہ اٹھائے ہیں جو یقیناً قارئین کے لئے تاریخ کے حوالے سے معلومات میں اضافہ کریں گے اور غلط فہمیوں کا ازالہ بھی۔

اس خصوصی شمارہ کو مکمل پڑھنے کے بعد بھی تشنگی محسوس ہوئی اور جی چاہا کہ مرحوم کے بارے میں مزید کچھ پڑھا جائے۔ خدا تعالیٰ مرحوم حفیظ نعمانی صاحب کی مغفرت فرمائے انہیں اپنے اکابر واساتذہ کے ساتھ محشور فرمائے۔ ملی جدوجہد میں مشغول افراد کے لئے یہ تذکرہ قیمتی سوغات ہے ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے، مرحوم حفیظ نعمانی صاحب کے تفصیلی احوال پر ان کے عزیز بھانجے مولانا اویس ندوی صاحب نے ایک کتاب ''قلم کا سپاہی'' مرحوم کی حیات پر لکھ دی ہے۔

ماہنامہ الفرقان لکھنو سے اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مطالعہ کی میز پر

نام کتاب: مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی رحمہ اللہ زندگی کے تابندہ نقوش

مرتب: طارق عمیر عثمانی

صفحات: ۵۵۴ قیمت:-/200

ناشر: دارالسلام اسلامی مرکز، مالیرکوٹلہ، پنجاب

مبصر: مولانا سید نذیر احمد یونس قاسمی (استاذ ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد)

دارالعلوم دیوبند وقف کے صدر مفتی، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے فعال اور ممتاز رکن، آل انڈیا ملی کونسل کے رکن تاسیسی، اسلامک فقہ اکیڈیمی کے ممتاز فقیہ ادارہ دارالسلام پنجاب کے بانی ماہنامہ دارالسلام کے سرپرست، کہنہ مشق مفتی، شائستہ خطیب، پختہ قلم کار، مخلص داعی، مقبول مفسر، انوکھے سیرت نگار، محافظ ختم نبوت، ۶۰ سے زائد کتابوں کے مصنف یہ تھے ملک کے نامور عالم دین مایہ ناز شخصیت حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی صاحبؒ جو زندگی کی ۸۲ سالہ بہاریں دیکھ کر بالآخر عالم آخرت کو سدھار گئے۔

مفتی صاحبؒ دیوبند کے اس معروف عثمانی خاندان کے چشم و چراغ تھے، جن کے بارے میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے۔

این سلسلہ طلائے ناب است
این خانہ ہمہ آفتاب است

علمی خاندان میں آنکھیں کھولی مکمل تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی، محنت سے پڑھا اور امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے، شوق علم مدینہ یونیورسٹی لے گیا وہاں سے واپس آئے تو مادر علمی دارالعلوم دیوبند

میں استاذ منتخب ہوئے، سلسلہ تدریس چند سال جاری رہا کہ ادھر حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے سامنے پنجاب کے اجڑے ہوئے علاقہ مالیر کوٹلہ کے لئے مفتی اعظم کا تقاضہ پیش ہوا حکیم الاسلامؒ نے مفتی صاحب مرحوم کا اس منصب کے لئے انتخاب کیا اور خوب کیا، پھر دنیا نے دیکھا جنگل میں منگل ویرانے میں بستی بسانے کا کام مفتی صاحب نے کیا، اپنے مربی کے حکم پر جس علاقہ کا رخت سفر باندھا وہیں سے بڑی شان سے آخرت کے سفر پر نکل گئے۔

منصب افتاء کو چار چاند لگائے دارالافتاء کو وقار و اعتبار بخشا محفل درس لگائی بزم خطابت سجائی مراکز علم سے دور بیٹھ کر بھی علمی تصانیف کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا، دعوت دین کا کام بھی کیا ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے بھی سرگرم رہے اور ہر میدان میں اپنا کام اور نام چھوڑا، ایسی انمول شخصیت کی زندگی کے مختلف احوال کا سامنے آنا ضروری تھا ادارہ دارالسلام نے اچھی پہل کی اور ہند و پاک کے ممتاز علماء اور دانشوران کے قیمتی مضامین کا حسین گلدستہ ’’حضرت مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانیؒ زندگی کے تابندہ نقوش‘‘ کے نام سے پیش کیا۔

ممتاز قلمکار جناب طارق عمیر عثمانی جو مفتی صاحب کے حقیقی جانشین ہیں انہوں نے اس پیش کش کے ذریعہ اپنے والد گرامی کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا امید ہے کہ موصوف کی نگرانی میں دارالسلام کا یہ قافلہ آگے بڑھے گا اور مفتی صاحب مرحوم کے چھوڑے ہوئے نقوش پر گامزن رہے گا، اس سے قبل مفتی محمد عارف قاسمی جیسلمیری صاحب نے حضرت مفتی صاحب مرحوم کی حیات میں ہی ان کی سوانح مرتب کی تھی جو ’’مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، افکار، خدمات‘‘ کے نام سے شائع ہوگئی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب حسن ظاہر و باطن کی پیکر جمیل ہے دیدہ زیب سرورق، عمدہ اور اعلیٰ کاغذ، قیمت رعایتی اور کتاب کے اعتبار سے معمولی ہے۔

بڑوں کے قیمتی تذکروں سے سبھوں کو بالخصوص نئی نسل کو ضرور واقف ہونا چاہئے۔

اس پتہ سے کتاب کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ASHRAFUL JARAID MONTHLY Rs20/-
RNI No: APURD/2007/24089 RD/RNP/HSE/884/20-22
Date of Publication 3rd October-20, date of Posting 5th Oct-20

REGAL

Cell: 9246823311

BRASS & STEEL WARE **HOSPITALITY SERVICES**

WHOLESALE DEALERS IN:

Copper, Brass, Steel, Aluminum, Crockery, Melamine, Cutlery,
Items for Hotels, Function Halls, Tent Houses, Marriages, kitchens, Etc.

Head Office: # 15-6-45/77, Opp. Osmania Hospital, Begum Bazar, Hyd.
E-mail: regalmetals@rediffmail.com Ph: 65593311
Showroom: # 15-5-52/A, Opp. Grand Hotel, Afzal Gunj, Hyd.
Ph: 64513311, Fax: 24613311

Printed.Published and Owned by Mohd Abdul Qavi, # 17-1-391/2, Khaja Bagh, Sayeedabad Colony, Hyderabad- 500059
Published from: # 17-1-391/2, Khaja Bagh, Sayeedabad Colony, Hyderabad- 500059
Editor : Mohammed Abdul Qavi. Printed at: Aish Offset Printers, Behind Masjid e Meraj, Sayeedabad, Hyd.